عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ۔ شمارہ نمبر ۳۰
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

سوڈان
مجاہدینِ اسلام کی امیدگاہ

دینی مدارس کے خلاف سازش کی نئی لہر

مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی پوزیشن

سیٹلائٹ کے ذریعہ قادیانیت کی ارتدادی تبلیغ مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ

قادیانی گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے) سیٹلائٹ کے ذریعہ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ٹیلی ویژن پر دنیا بھر میں اسلام کے موضوع پر مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کررہا ہے۔ پروگرام کے آغاز پر خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے دو مینارے اور اس کے درمیان جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ یوں مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام ایک صحیح اور خالص اسلامی پروگرام ہے اور یہ کہ قادیانیت دراصل اسلام کا ایک حصہ ہے۔ حالانکہ اب یہ حقیقت کھل چکی ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کی بنا پر امت مسلمہ نے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر' مرتد اور زندیق قرار دیا اور آج تک امت مسلمہ' قادیانی گروہ کو کافر و مرتد تصور کرتی ہے۔

قادیانی گروہ کا "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ٹیلی ویژن پر نشریات جاری کرنا' مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اس لئے ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس اشتہار کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیت کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رابطہ عالم اسلامی نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ اور حکومت پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانی مذہب کیا ہے؟ ان کے عقائد و عزائم کیا ہیں؟ اور یہ کس طرح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں' یہ جاننے کے لئے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور ہمارے مراکز و دفاتر سے رابطہ کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان' پاکستان۔
فون۔ ۰۶۱-۴۰۹۷۸
۰۶۱-۴۳۳۳۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH : 0171-737-8199
FAX : 0171-978-9067

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

کراچی

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۳ ● بتاریخ ۱۳ شعبان المعظم تا ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۱۴ جنوری ۱۹۹۵ء تا ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل ——— ۲
۲۔ اداریہ ——— ۴
۳۔ سوڈان مجاہدین اسلام کی امید گاہ ——— ۶
۴۔ آزاد کشمیر میں قادیانیت کا تعاقب ——— ۸
۵۔ سوانح عمری شہاب نامہ سے اقتباسات ——— ۱۰
۶۔ عدالت میں عقیدہ ختم نبوت کی ایک اور فتح ——— ۱۱
۷۔ سرسید مسلمانوں کے خیرخواہ ——— ۱۳
۸۔ مومنانہ صفات ——— ۱۵
۹۔ دینی مدارس کے خلاف سازش کی نئی لہر ——— ۱۸
۱۰۔ اسلامی نظام تعلیم و تربیت میں ذرائع ابلاغ کا کردار ——— ۱۹
۱۱۔ معاصرین کا نقطہ نظر ——— ۲۲
۱۲۔ اخبار ختم نبوت ——— ۲۳
۱۳۔ پردہ۔ وزیر اعظم کا غیر شرعی تبصرہ ——— ۲۵
۱۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی عملی پوزیشن ——— ۲۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خزانچی
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۲۵ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۰۴۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۴۳ بزرٹہ لائن کراچی

پاکستان کے قوانین میں امریکی مداخلت کی نئی لہر

حکومت کی ذمہ داری اور دینی حلقوں کے لئے لمحہ فکریہ

پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکہ کی سیاسی مداخلت تو سیٹو اور سینٹو جیسے فوجی معاہدوں کے وقت سے ہی شروع ہوگئی تھی جس کے نتیجہ میں عدم استحکام پاکستان کی سیاسی زندگی کا لازمی حصہ بن کر رہ گیا۔ ابتدائی دور میں پاکستان میں چھ ماہ اور پھر چالیس روز تک کی بھی حکومتیں قائم ہوئیں اور آخر میں صدر سکندر مرزا کے اشارے پر ایوب خان نے سیاسی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور مارشل لاء نافذ کردیا۔ مارشل لاء کی دبیز دیوار کی اوٹ میں قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر بتدریج مسلط کیا جانے لگا۔ ایم ایم احمد قادیانی کو ایوان صدر میں رسوخ حاصل ہوگیا جس سے اس گروہ کو پر پرزے نکالنے کے خوب خوب مواقع ملے۔ سنہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن تک قادیانی مضبوط لابی کی صورت اختیار کرچکے تھے۔ اس الیکشن میں امریکی مداخلت پہلی مرتبہ بے حجاب ہوکر امریکی سفیر مسٹر فارلینڈ کی شکل میں بستی بستی جنگل مسٹر بھٹو کی پیپلزپارٹی کے لئے سرگرم نظر آئی۔ عین الیکشن کے ایام میں مسٹر فارلینڈ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں براجمان مفتی محمود رحمہ اللہ کے مقابل مسٹر بھٹو کے لئے فضا ہموار کرنے میں مصروف تھا اور یہاں تک کہہ چکا تھا کہ مفتی محمود جیسے لوگوں کی کامیابی پاکستان کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ہوگی۔ اس الیکشن میں قادیانیوں نے بحیثیت جماعت کھل کر پیپلزپارٹی کو کامیاب کرانے کی جدوجہد کی۔ بہرحال حالات رخ بدلتے رہے اور آخر کار مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا اور مغربی پاکستان کا خطہ پاکستان کے نام سے باقی رہ گیا۔ یہاں بھٹو مارشل ایڈمنسٹریٹر بن کر مسلط ہوگئے۔ اس وقت بھٹو کے زیر سایہ سترہ قادیانی جنرل درپردہ حکمرانی کرتے نظر آتے۔ مکرو ومکر اللہ کا قانون روبعمل آیا۔ بھٹو صاحب قادیانی جنرلوں سے نجات پاگئے اور ساتھ ہی تحریک ختم نبوت کی مساعی جمیلہ کے سبب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مجبور ہوگئے۔ مگر افسوس کہ آئین وقانون پر عملدرآمد کی جرأت نہ کرسکے جس کا خمیازہ ان کو بھاری قیمت میں ادا کرنا پڑا۔ کیونکہ قادیانی لابی کی ناراضگی سے امریکہ کے ماتھے پر بل پڑگئے اور دوسری طاقت کے ذریعہ بھٹو شاہی کا خاتمہ کردیا گیا۔ سنہ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کردیا گیا جن کو بعد میں آٹھویں آئینی ترمیم کا حصہ بناکر آئین پاکستان کی دفعہ ۲۹۰۔ سی قرار دیا گیا جس کی رو سے قادیانیوں کو ارتدادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اسلامی شعائر کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے۔ مگر سنہ ۱۹۸۸ء میں قائم ہونے والی نسوانی حکومت نے امریکی اشارے پر قادیانیوں کو بھرمراعات دینے کی روش اپنائی۔ سنہ ۱۹۹۰ء میں مسلم لیگ حکومت نے پنجاب میں اسپیکر جیسے کلیدی عہدہ پر کٹر قادیانی خاندان کے چشم وچراغ منظور وٹو کو مسلط کردیا جس نے بعد میں بے وفائی کرکے لیگی حکومت کو چاروں شانے چت گرادیا۔ اور آج اس کی سرپرستی میں قادیانی دریدہ دہنی اور جرأت ودلیری کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ میں پھر سے سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔

اب تک پاکستان کے قوانین میں امریکی مداخلت درپردہ طریقوں سے ہورہی تھی جس میں قادیانیوں کے لئے خصوصی مراعات کا عندیہ شامل ہوتا تھا۔ مگر گذشتہ میں امریکی سینیٹروں نے قادیانی اجلاس میں شرکت کرکے مرزا طاہر کی پیٹھ ٹھونکی اور اب واضح طور پر حکومت پاکستان کو ڈکٹیشن دیتے ہوئے اتفاق رائے سے منظور کردہ قرارداد کا مسودہ بڑی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے تھمایا ہے۔ روزنامہ پاکستان لاہور نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک چھوٹی سی خبر کی صورت میں اس راز سے یوں پردہ اٹھایا:

"نئی دہلی (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی کانگریس کے ۳۵ ارکان نے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں پر عائد مبینہ پابندیوں پر تشویش ظاہر کی ہے ان کی مشترکہ قرارداد کی ایک کاپی حکومت پاکستان کو منگل کو احمدیہ فرقے کی ۱۰۰ویں سالانہ عالمی کانفرنس کے موقع پر قادیان کے مقام پر دی گئی۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ممبران کانگریس نے کہا کہ پاکستان میں جرائم کے متعلق شرعی قوانین میں کی گئی حالیہ تبدیلیاں مذہبی اقلیتوں کو دبانے کی غرض سے کی گئی ہیں"۔

(مورخہ ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۹۴ء)

صدر پاکستان اور حکومت کے ذمہ دار حضرات کا اولین فریضہ ہے کہ:

۱۔ مسلمانان پاکستان کو اس حقیقت سے آگاہ کریں کہ قادیان بھارت میں منعقدہ قادیانی کانفرنس میں پاکستان کے کون سے ذمہ دار عہدیدار کی سرکردگی میں حکومت کے وفد نے شرکت کی ہے جس کو امریکی سینیٹروں کی مشترکہ قرارداد کی کاپی تھمائی گئی۔ نیز یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس وفد نے سرکاری حیثیت میں شرکت کی تھی یا نجی نوعیت سے۔

ہے صدر پاکستان اور حکومت کے سرکردہ لوگ پاکستان کے آئینی اور قانونی معاملات میں امریکی سینٹ کے ممبران کی اس کھلی مداخلت پر سخت احتجاج کریں۔ اور امریکی حکومت اور ممبران پارلیمنٹ پر واضح کریں کہ سیاسی معاملات میں امریکی مداخلت کو پاکستان کے عوام گوارا کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن قانونی اور مذہبی مداخلت کو مسلمانان پاکستان کسی صورت گوارا نہیں کریں گے۔ پاکستان کے حکمرانوں کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اس معاملہ میں دوٹوک واضح پالیسی اختیار کریں۔ اندرون ملک انسداد ارتداد کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کے ساتھ ساتھ بیرونی ہر طرح کی مداخلت کو مسترد کریں۔ امریکہ سے وفاداری کے طفیل بھی حکومت تو پاکستان کے مسلمانوں پر ہی کرنی ہے۔ اور مسلمانوں کا اللہ امریکہ کی طاقت سے بڑا طاقت والا ہے۔ اور یہی راستہ حکمرانوں کے لئے بہتر بھی ہو گا۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کی نئی صف بندی

روزنامہ پاکستان (۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۹۴ء) نمائندہ خصوصی کے حوالہ سے "اکانومسٹ" کی رپورٹ کا ان الفاظ میں خلاصہ شائع کیا ہے:

"۱۹۹۵ء میں اسلام اور مغرب کے درمیان تصادم کا خطرہ موجود ہے۔ لندن سے شائع ہونے والے جریدے "دی اکانومسٹ" نے ۱۹۹۵ء کے بارے میں ۱۳۸ صفحات پر مشتمل ایک خصوصی رپورٹ میں دعویٰ کیا ہے کہ آئندہ سال متعدد اسلامی ممالک متحد ہو کر مغرب کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ دی اکانومسٹ کے مطابق شمالی افریقہ میں لیبیا مغرب کے لئے بڑا خطرہ ہے۔ اس خطے میں الجزائر بھی واقع ہے اور اگر وہاں اسلامک سالویشن فرنٹ کو اقتدار مل گیا تو خطرے میں اضافہ ہو گا اور سارا مشرق وسطیٰ اس سے متاثر ہو گا مصر کے حسنی مبارک کی حکومت کو کمزور قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں اسلام پسند مصر میں غالب آگئے تو پورا شمالی افریقہ مغرب کے لئے بارود کا ڈھیر بن جائے گا۔ جریدے نے سوڈان اور عراق کو بھی مغرب کے لئے خطرہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تمام اسلامی ممالک متحد ہو کر مغرب کو چیلنج دے سکتے ہیں۔ جریدے نے تجویز پیش کی ہے کہ مسلم قدامت پسندوں کے خطرے کے مقابلے کے لئے اسلامی ممالک میں ریفارمرز یعنی اصلاح پسندوں کی سرپرستی کی جائے اور ان کی مدد کی جائے۔ اگر اسلامی ممالک میں اصلاح پسند غالب رہے تو اسلام اور مغرب میں تصادم کا خطرہ نہیں رہے گا۔ جریدے نے لکھا ہے کہ ترکی ایک ماڈرن اسلامی ملک ہے لیکن ترکی میں اسلامی ویلفیئر پارٹی مضبوط ہو رہی ہے اور ۱۹۹۶ء کے عام انتخابات تک یہ پارٹی مزید مضبوط ہو جائے گی۔ ملائشیا میں بھی اسلام پسند مضبوط ہو رہے ہیں۔ جریدے نے لکھا ہے کہ پاکستان میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان محاذ آرائی انتہا کو پہنچ رہی ہے اور ۱۹۹۵ء میں اگر ایجی ٹیشن شروع ہو گیا تو فوج مداخلت بھی کر سکتی ہے۔ جریدے کے مطابق ۱۹۹۵ء میں ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی کی حکومت قائم رہے گی۔ لیکن ایران میں انتہا پسند مضبوط ہو جائیں گے جو مغرب کے ساتھ تصادم چاہتے ہیں۔ دی اکانومسٹ نے لکھا ہے کہ اسلام کے علاوہ مغرب کو روس اور چین سے بھی خطرہ ہو گا۔ وسط ایشیا کی ریاستوں میں روسی فوجوں کی موجودگی کو قابل غور قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ان فوجوں کی موجودگی کا مقصد نئی ریاستوں میں جمہوریت کا دفاع ہے تو ٹھیک ورنہ روسی فوجوں کی موجودگی کا مقصد اس اس خطے میں اثر بڑھانا ہے۔ چین کی بڑھتی ہوئی اقتصادی طاقت پر بھی نظر رکھنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ "دی اکانومسٹ" کا خیال ہے کہ اگر ۱۹۹۵ء میں شمالی کوریا نے این پی ٹی پر دستخط کر دیئے تو دیگر ممالک بھی دستخط کر دیں گے۔ بصورت دیگر ۱۹۹۵ء ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کا نہیں بلکہ پھیلاؤ کا سال ہو گا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمان بنیاد پرستوں کا طبقہ عالم اسلام کے بڑے حصہ پر مشتمل ہے اور یہ طبقہ مغرب سے سخت نفرت کرتا ہے"۔

اس کے علاوہ دیگر عالمی نشریاتی اداروں کی رپورٹوں اور اور تبصروں سے ایسا محسوس ہوتا کہ مسلمانوں کی بیداری سے اسلام کی نشاۃ جدیدہ کی لہر نے مغرب کے چوہدریوں کو بوکھلاہٹ کا شکار کر دیا ہے۔ امریکی صدر' پارلیمنٹ کے ممبران اور پورے یورپ کا حکمران طبقہ اور دانشور اسلام اور مسلمانوں سے خوفزدہ ہو کر نشریاتی و سیاسی محاذوں سے اسلامی بیداری کی اس لہر کو کچل ڈالنے کے لئے نئی صف بندی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اسلام سے براہ راست تصادم کی راہ سے گذشتہ ڈیڑھ صدی کی اپنی تمام کاوشوں میں ناکامی کے بعد اب مغرب نے یہ نئی روش اپنائی ہے کہ مسلمانوں میں سے لادین عناصر کی حوصلہ افزائی ہر طرح کے مادی وسائل کے ساتھ کی جائے جو اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی بیداری کی موجود لہر کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے میں مغرب کے ایجنٹ کا کردار ادا کریں۔ اسی غرض سے مسلمانوں میں جنسی انارکی کے فروغ کے لئے قاہرہ میں بہبود آبادی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اور اب کاسابلانکا مراکش میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا اجلاس رکھا گیا جس کی قراردادوں کا بنیادی نقطہ احیاء اسلام کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے پر اتفاق تھا۔ اور متفقہ طور پر بنیاد پرستی سے برائت کا اعلان کر دیا گیا۔ ہر ملک میں اسلام کی ترویج و اشاعت کرنے والے اداروں اور تنظیموں پر ناروا پابندیاں عائد کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ پاکستان میں سنہ ۱۸۹۰ء کے انگریزی استعماری قانون کے عملاً "نفاذ کا نوٹیفکیشن وزارت داخلہ نے جاری کر دیا' پنجاب میں گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے اقدامات شروع کر دیئے گئے۔ مصر میں مساجد کو نیشنلائز کرنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اس صورت حال میں اکابر علماء کرام اور مسلمان رہنماؤں پر بڑی ذمہ داریاں آن پڑی ہیں۔ ملکی سطح پر تمام دینی رہنما مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر غور کریں۔ اور بین الاقوامی میدان میں تمام مسلمان ملکوں کی دینی قوتوں میں مضبوط اور ٹھوس رابطے پیدا کرنے کے طریقے تلاش کئے جائیں۔ ان مختصر اشارات کی روشنی میں اور بہت کچھ سوچا جا سکتا ہے۔ مغرب کی نئی یلغار کے مقابلہ میں غفلت ایک صدی اور پیچھے اٹھا کر پھینک سکتی ہے"۔ وما علینا الا البلاغ

لیسَ یجلّی الحق راءی مسدّد
اذا لم تؤیدہ لسبیف مھنّد

عبداللہ سکری ندوی

سوڈان مجاہدینِ اسلام کی اُمیدگاہ

سوڈان کی فوجی حکومت نے اپنے انقلاب کے پانچ سال ۳۰ جون ۱۹۹۴ء کو پورے کئے۔ درج ذیل مضمون میں ہم سوڈان کے پانچ سالہ اس فوجی حکومت کی کارکردگی پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

سوڈان اسلامی دنیا کا سب سے بڑا دوسرا ملک ہے جو اپنے چاروں طرف آٹھ افریقی حکومتوں سے گھرا ہوا ہے جن میں سے بعض سے اس کے تعلقات خاصے خوشگوار ہیں جبکہ بعض سے اس کی سیاسی تلخیاں بھی ہیں۔ ملک کا کل رقبہ ۲۵۰۵۸۱۳ مربع میل ہے جو براعظم افریقہ کے کل رقبہ کا ۸فیصد اور پوری دنیا کا ۲فیصد ہے۔ اس کی کل آبادی اپریل ۱۹۹۳ء کی مردم شماری کے مطابق ڈھائی کروڑ ہے۔ دارالحکومت خرطوم ہے جس کا رقبہ ۱۰۸۲۵ مربع میل ہے۔ شمالی خرطوم صنعتی شہر ہے۔ یہاں ٹیکسٹائل' سیمنٹ' شیشہ سازی' پرنٹنگ اور فوڈ پراسسنگ کی صنعتیں قائم ہیں۔ سوڈان کے اہم شہروں میں ام درمان کے علاوہ جو شمالی خرطوم سے ایک پل کے ذریعہ ملا ہوا ہے مدنی' کسلا' قضارف' پورٹ سوڈان' واؤ' فاشر' ابیض اور جوبا وغیرہ ہیں۔

ملک میں تقریباً ۱۱۵ زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں ۲۶ بڑی زبانیں ہیں' عربی نصف سے زائد آبادی کی زبان ہے۔ ۱۹۵۶ء میں اسے سرکاری زبان کا درجہ ملا۔ جنوبی علاقے میں عربی بولنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ مقامی زبانوں کی جگہ اب عربی زبان فروغ پا رہی ہے۔ ملک میں خواندگی کی شرح ۳۲ فیصد ہے۔ مردوں کا لباس لمبا کرتہ اور عمامہ ہے' عورتوں میں ساڑھی لپیٹنے کا رواج ہے جبکہ نوجوان لڑکیاں جدید فیشن ایبل لباس پہننے کی دلدادہ ہیں۔

یہاں اسلام کی مکمل اشاعت گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی جبکہ منطقہ نوبہ میں اسلام اپنے ابتدائی دور ہی میں پھیل گیا تھا۔ مغربی سوڈان کے بعض علاقوں میں اسلام اٹھارہویں صدی میں پہنچا۔

سوڈان شروع سے سیاسی کشمکش کا شکار رہا ہے جس کے باعث اسے امکانی ترقی حاصل نہیں ہو سکی۔ ۱۹۵۶ء کو انگریزوں کے پنجہ غلامی سے آزادی ملی۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۴ء تک جنرل ابراہیم عبود برسراقتدار رہے۔ ۱۹۶۵ء میں انتخابات کے ذریعہ ایک مخلوط حکومت بنی۔ ۲۵ مئی ۱۹۶۹ء کو کرنل جعفر نمیری فوجی انقلاب کے ذریعہ برسراقتدار آگئے' ۱۹۸۵ء کو عبدالرحمن سوار الذہب نے نمیری کی حکومت کا تختہ الٹ کر اس کے دوسرے ہی سال ۱۹۸۶ء کو عام انتخابات کروائے جس میں الامتہ پارٹی نے اکثریت حاصل کی اور صادق المہدی وزیراعظم بن گئے۔ ۳۰ جون ۱۹۸۹ء کو صادق المہدی کی سول حکومت کا بھی تختہ الٹ دیا گیا اور موجودہ صدر جنرل عمر حسن احمد البشیر برسراقتدار آگئے۔

عمر حسن احمد البشیر اخوان المسلمین کے ایک دھڑے الجبتہ الاسلامیہ سے متعلق ہیں جس کی قیادت سوڈان کی معروف شخصیت ڈاکٹر عبداللہ حسن ترابی کر رہے ہیں عمر باکمال شخصیت صلاحیتوں کے مالک' نیک اور صالح' بےباک اور نڈر' حق گو اور حق پسند خالص اسلامی ذہن رکھنے والی شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کا یہ پانچ سالہ دور ماضی کے ہر دور سے کہا جاتا ہے کہ بہتر ہے۔ جہاں جھوٹ' دھوکہ بازی' خیانت' لوٹ مار سب کچھ عام تھا۔ شراب کی دکانیں عام تھیں۔ جہاں بہت آسانی سے دیسی اور ولایتی شراب مہیا ہوتی تھی۔ کوٹھے آباد تھے۔ اس کے علاوہ سڑکوں پر جسم فروش عورتوں اور لڑکیوں کی بھیڑ رہتی تھی۔

اب اس انقلاب کے نتیجہ میں ایک نیا اسلامی شعور پیدا ہوا ہے۔ عوام اسلام سے اپنا تعلق جوڑنے میں فخر محسوس کرتے ہیں' اسلامی بیداری کا آغاز ہو چکا ہے' سوڈان جہاں پردہ مفقود تھا اب کہا جاتا ہے کہ پچاس فیصد عورتیں پردہ والی بن چکی ہیں گو کہ یہاں کا پردہ ہاتھ اور چہرے کے علاوہ کا ہے جبکہ یہاں کے دیندار حلقوں اور انصار السنتہ کے نزدیک شرعی پردہ پورے جسم کا ہے۔ پہلے تعلیمی ادارے مخلوط ہوا کرتے تھے۔ اب آہستہ آہستہ اس کا نظام الگ کیا جا رہا ہے۔ شراب' جوا بازی وغیرہ کا کوئی اڈہ نہیں ہے۔ سینما ہالوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں اور جو کھلے ہیں وہ حکومت کی سرپرستی میں ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے امن کو فروغ دیا ہے اور نوجوانوں کے اندر اسلامی جہاد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اب کوئی بھی تنہا عورت سونے اور زیورات سے لد کر سنسان جگہ سے گزر جائے تو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر غلط نگاہ سے دیکھنے کی کسی میں جرأت نہیں ہے۔ لوگ آسانی سے دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے میں نوٹوں سے بھرے تھیلے اٹھائے چلے آتے ہیں۔ اغواء' لوٹ مار' دست درازی وغیرہ کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

یہاں جعفر نمیری کے زمانہ میں شریعت اسلامیہ کی تطبیق کا آغاز ہوا تھا۔ لیکن وہ بعض سیاسی مصلحتوں پر مبنی معلوم ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ تقریباً سرد خانے کی نذر ہو چکا تھا۔ صادق المہدی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اب عمر حسن احمد البشیر کی حکومت نے اسے لاگو کرنا شروع کیا ہے' چونکہ جنوبی سوڈان میں عیسائیوں کی آبادی ہے اور وہاں سے وقتاً" فوقتاً" بغاوت کا لاوا پھٹتا ہے اس لئے پورے سوڈان میں سے اقلیتوں کو شرعی قوانین سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

سوڈان اسی نفاذ شریعت کی وجہ سے پوری مغربی دنیا کی دشمنی کا شکار بن گیا ہے۔ مغربی اور یورپی ممالک آئے دن کسی نہ کسی طرح اس ملک کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ امریکہ نے اس کے دہشت گرد ہونے پر مہر لگادی ہے۔ دہشت گرد قرار دیئے جانے کی خاص وجوہات میں جنوب میں بغاوت کو کچلنے کے الزام جو اس کا اپنا حق ہے کے علاوہ وہاں پر حقوق انسانی کی پامالی اور سوڈانی عوام اور طلبہ کو جہاد کی فوجی ٹریننگ کا الزام ہے۔ سوڈانی قانون کے مطابق ہر طالب علم کو جو انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کر چکا ہو اگلے مرحلے کی تعلیم کے لئے فوجی تربیتی کورس پورا کرنا ضروری ہے۔ اس کلیہ سے طالبات مستثنیٰ ہیں' تاہم عورتوں کو فوجی تربیت دینے کا ایک خاص نظم ہے جس میں طالبات بھی داخلہ لے سکتی ہیں۔

سوڈان کے اس فوجی انقلاب نے سوڈان کی سیاسی' اقتصادی' تعلیمی اور اجتماعی میدان میں بھری انقلاب برپا کر دیا ہے۔ موجودہ حکومت نے پوری سوڈانی سوسائٹی کو اپنا ہم خیال اور ہم نوا بنایا ہے۔ ان میں اقتصادی پریشانیوں میں صبر' قربانی اور توکل کا جذبہ بھر دیا ہے۔

سوڈان کا سب سے بڑا سیاسی مسئلہ جنوب کا قضیہ ہے جس کے حل کی کوششیں شروع ہی سے جاری ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں گفتگو ہوئی تھی جو آگے چل کر ناکام ہو گئی تھی۔ مگر حال ہی میں حکومت نے تمام دہشت گردوں اور علیحدگی پسند عناصر کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا ہے اور یکے بعد دیگرے پورے جنوب پر قبضہ کر لیا ہے' کاجو کاجی پر قبضے کے بعد علیحدگی پسند عناصر کی کمر پوری طرح ٹوٹ چکی ہے۔ سوڈان کے اقتصادی بحران کا سب سے بڑا سبب یہی جنگ ہے۔ جس پر حکومت بڑی رقم خرچ کرتی ہے۔ کچھ مغربی اور یورپی ممالک وہاں اسپتال وغیرہ کھولنا اور مالی طور پر حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں لیکن ظاہر ہے وہ اپنے کسی مفاد کی خاطر ایسا کرنا چاہتے ہیں اور بہت ممکن ہے وہاں اپنے اڈے قائم کر کے سوڈان کے خلاف اپنا محاذ قائم کریں۔ یا اسے قرضہ فراہم کر کے اپنے دباؤ میں رکھیں۔ سوڈانی حکومت مغربی ممالک سے زیادہ اپنے عرب ممالک سے مدد کی خواہاں ہے' تاہم خلیج کی جنگ میں اس کا موقف سعودیہ میں امریکی فوجوں کے

داخلہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اسے خلیجی ممالک کا تعاون بند ہو گیا ہے۔ سوڈان کو سب سے زیادہ تعاون دینے والے ممالک میں سعودیہ اور کویت تھے۔ عام طور پر سوڈان کو پیٹرول مفت یا کم قیمت پر فراہم ہو جاتا تھا کئی ادارے ان کے تعاون سے چل رہے تھے ان کے تعاون کے اٹھ جانے سے اچانک سوڈان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن سوڈانی عوام اس مرحلے پر بھی خدا کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ایک طرح سے غلامانہ زندگی سے نجات دی ہے۔

سوڈان کے اقتصادی بحران کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ لیبیا پر مختلف قسم کی عالمی پابندیاں ہونے کی وجہ سے جو پیٹرول کم قیمت پر آسانی سے مل جاتا تھا اب پانچ گنا بھاری کرنسی کے مقابلہ میں اسے عالمی منڈی سے خریدنا پڑ رہا ہے۔ سوڈان اب اس بات کا کوشاں ہے کہ اس کے تعلقات خلیجی ممالک سے اچھے ہوں۔ حال ہی میں اس نے قطر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور دونوں کے درمیان چند اچھے معاہدے ہوئے ہیں' پاکستان اور ہندوستان سے بھی سوڈان کے اچھے تعلقات ہیں۔

زکوۃ کی رقم کو حکومت خود عوام سے جمع کرتی ہے اور اس کے مستحقین کو پہنچاتی ہے۔ حکومت صاحب زکوۃ سے ۸۰فیصد مال زکوۃ لیتی ہے اور ۲۰فیصد خود صاحب زکوۃ کے ذمہ چھوڑتی ہے کہ وہ اپنے افراد یا محتاجوں میں تقسیم کرے' حکومت اس جمع شدہ رقم کو لگ بھگ سات لاکھ خاندانوں کے درمیان تقسیم کرتی ہے۔

سوڈان کو امریکہ کے دہشت گرد قرار دینے سے سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے کافی زک پہنچا ہے۔ اس پر حقوق انسانی کی پامالی کا الزام ہے سوڈانی حکومت نے اس کی سختی سے تردید کی ہے کئی ایک تحقیقاتی ٹیمیں آئیں اور خالی ہاتھ چلی گئیں۔

سوڈان پر صرف انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ آئی ایم ایف کا ۱۹۰۰ملین ڈالر کا قرض ہے جس کو سوڈان کے مقررہ مدت تک ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اس سے ووٹنگ کا حق چھین لیا گیا ہے۔ یہ قرض ان قرضوں کے علاوہ ہے جو سوڈان نے عالمی بینک اور دوسرے ممالک سے لے رکھا ہے۔

اب اقتصادی میدان میں موجودہ حکومت نے کافی کام کیا ہے۔ پانچ سال کے اس عرصہ میں سوڈان بہت حد تک اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت پیدا کر چکا ہے۔ جبکہ ابھی اسے اقتصادی پوزیشن کو بحال کرنے میں کافی طویل عرصہ درکار ہے۔ پیٹرول نکالا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں نئے نئے معاہدے طے کئے جا رہے ہیں۔ زمین کو زرعی کاشت کے لئے مناسب بنانے کی خاطر نہریں کھودی جا رہی ہیں' بجلی پیدا کی جا رہی ہے' نئی نئی شاہراہیں بنائی جا رہی ہیں۔ فیکٹریاں اور کارخانے کھل رہے ہیں۔ نئی نئی تجارتوں پر معاہدے ہو رہے ہیں۔ سوڈان کی پیداواری صلاحیت اب ۱۵فیصد ہو چکی ہے جبکہ ۹۱-۱۹۹۰ء میں ۲فیصد تھی' زرعی پیداوار کا تناسب ۷۰فیصد ہے۔ صنعتی پیداوار ۱۶فیصد ہے۔ سوڈان اپنے عوام میں یہ شعور پیدا کر رہا ہے کہ انہیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہئے' دوسروں کا محتاج بن کر جینا مومن کی شان نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا نعرہ ہے "ہم وہی کھائیں گے جو ہم بوئیں گے' ہم وہی پہنیں گے جو ہم بنائیں گے۔" سوڈان نے بینکوں کو اسلامیانے کا کام تیز کر دیا ہے جو سوڈانی عوام کو غیر سودی قرض مہیا کرتے ہیں۔

سوڈانی حکومت گندم کی پیداوار میں اس حد تک خود کفیل ہو گئی ہے کہ جاپان امریکہ کے بجائے سوڈان سے گندم خریدتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سوڈانی گندم امریکی گندم سے کہیں زیادہ مفید' غذائیت سے بھرپور اور کم قیمت ہے۔

اس حکومت کی کارکردگی کے اثرات سب سے نمایاں تعلیمی میدان میں ہیں۔ انقلاب سے قبل ناخواندگی کی مقدار ۷۲فیصد تھی۔ مدارس میں داخلے کی نسبت ۵۰فیصد تھی جو اب اس حکومت کی جدوجہد سے بعض بعض صوبوں میں ۱۰۰فیصد ہو گئی ہے۔ سرکاری یونیورسٹیوں میں اب ہر سال ۲۷ہزار طلبہ و طالبات کو داخلہ مل رہا ہے' جبکہ پہلے صرف ۵ہزار کو داخلہ ملا کرتا تھا۔ سرکاری یونیورسٹیوں کی تعداد اب ۲۰ ہو گئی ہے جبکہ انقلاب سے قبل تعداد ۴ تھی۔ اب بیرونی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلبہ کو واپس اپنے ملک بلایا جا رہا ہے۔

حکومت نے اپنے اس مختصر عرصہ میں بعض علاقوں سے ناخواندگی کی مقدار بالکل ختم کر دی ہے۔ سال رواں میں صوبہ دار فور کے شرام کدارہ سے مکمل طور پر جہالت اور ناخواندگی کو ختم کیا جائے گا۔ حکومت عوام کے لئے مختلف پروگرام مرتب کر رہی ہے جو مفید اور کارگر ثابت ہو رہے ہیں اور جو کم سے کم مدت میں ہمت افزا نتائج برآمد کر رہے ہیں۔

حکومت نے مدرسین اور اساتذہ کی تربیت کے لئے بھی خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ انقلاب کے بعد سے اب تک لگ بھگ ۳۵ہزار اساتذہ کو تربیت دی جا چکی ہے۔ آئندہ دو چند سالوں میں لگ بھگ ۹۰ہزار اساتذہ کو تربیت دی جائے گی۔ جس کے لئے اس سال مزید آٹھ تدریسی ادارے کھولے جائیں گے۔ حکومت اس طرح کے پندرہ ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

حکومت نے سال رواں میں ازہری اور مہدی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ہے۔ اس سے مجموعی طور پر ۳۰ہزار طلبہ کو داخلہ مل سکے گا۔ تمام یونیورسٹیوں میں ذریعہ تعلیم عربی زبان بنا دیا گیا ہے۔ اب سوڈانی حکومت جدید علوم کو عربی زبان میں بڑی تیزی سے منتقل کر رہی ہے' طالبات کے لئے مکمل اسلامی وضع قطع اختیار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ طلبہ کے لئے نئی نئی لائبریریاں اور کنونشن ہال قائم کئے گئے ہیں۔ علمی اور اکیڈمی سینٹرز کا بڑے پیمانے پر جال بچھا دیا گیا ہے۔

اجتماعی اصلاح کی خاطر حکومت نے مختلف قسم کے پروگرام مرتب کئے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے طلبہ و طالبات کی یونینیں قائم کی ہیں۔ غریب گھرانے کے افراد شادی کے اخراجات کے متحمل نہ ہو سکنے کی وجہ سے حکومت نے ان کی اجتماعی شادی کا بندوبست بھی کیا ہے جس میں حکومت ایک معین رقم دولہا دولہن کی طرف سے خرچ کرتی ہے۔ حکومت نے اجتماعی امن کو مضبوط کرنے کے لئے پولیس دستے تشکیل دیئے ہیں۔ جرائم اور قومی و ملی نقصان رسانی کی مقدار اب بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اب عوام امن و امان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پانچ سال میں قومی نقصان کی مقدار سالانہ ۱۰فیصد ہو گئی ہے۔ حکومت نے عدالتی نظام کو بھی مضبوط کیا ہے۔ نئے نئے قاضیوں اور ججوں کا تقرر کر کے اور مقدموں کی فوری شنوائی کر کے عدالتوں کا وقار بڑھایا ہے۔ مجموعی طور پر اب ۷۱فیصد عدالتی نظام میں سدھار آیا ہے۔ موجودہ حکومت نے اب پارلیمنٹ میں شورائی نظام قائم کیا ہے جو اس حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ پارلیمنٹ کی عمارت کے باہر دروازہ پر قرآنی آیت و امرھم شوری بینھم بڑے جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد الامین الخلیفہ سوڈان کے بڑے مقتدر علماء میں سے ہیں۔ حکومت نے مساجد اور مدارس کی تعمیر اور حفظ قرآن کی طرف خاص توجہ دی ہے۔ رمضان میں اجتماعی افطار' اجتماعی تراویح اور صلوۃ اللیل کا خاص اہتمام کیا ہے۔ یہاں کی ایک حیران کن اور عجیب بات یہ ہے کہ وزراء اپنے لئے باڈی گارڈ یا حفاظتی دستوں کا استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ وہ عام شاہراہ پر' سڑکوں پر گاڑی ڈرائیونگ کرتے ہوئے' ٹریفک سگنل پر گاڑی روکے ہوئے' بازاروں میں اپنی ضروریات خریدتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کے لئے ٹریفک بلاک نہیں کئے جاتے۔ ان کی خدمت میں کوئی بھی اپنی شکایت لے کر جا سکتا ہے۔ وزراء مملکت کو کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ یہ امن و امان کی فراوانی کا بین مظہر ہے جو موجودہ حکومت کی دین ہے۔

بقیہ: عدالت میں ختم نبوت کی فتح

بحیثیت انسان مخالف نہیں۔ ہم ان سے بھی کہتے ہیں کہ اگر تم مسلمان کہلانے پر بضد ہو تو مرزا غلام احمد کذاب پر تین حرف بھیج کر محمد ﷺ کے سایہ رحمت میں آؤ اور ہمارے مسلمان بھائی بن جاؤ ورنہ پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۶۰ کے تحت اپنے ووٹ اور مردم شماری کے غیر مسلم شیڈول کاسٹ میں لکھوا کر اقلیت کے حقوق لو۔ ہم قادیانی رہنے والوں کو مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کا حامی ناصر ہو۔

آزاد کشمیر میں قادیانیت کا تعاقب

- آٹھویں آئینی ترمیم کے خاتمے کی اجازت نہ دیں
- قادیانی لابی کی سازش سے مسلمان ممبران اسمبلی ہوشیار رہیں
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس

کوٹلی (خصوصی رپورٹ) پاکستان کے آئین سے آٹھویں ترمیم کے خاتمے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ قادیانیوں کے ارتداد پر اجماع امت ہوچکا ہے۔ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرکے انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیاں کررہے ہیں۔ حساس اداروں' سرحدی علاقوں اور کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی موجودگی ملکی سلامتی کے لئے خطرناک ہے۔ آزاد کشمیر میں نفاذ اسلام کے سلسلہ میں اب تک کئے گئے اقدامات کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کی جنگ آزادی خالصتاً "شرعی جہاد ہے۔ علماء و عوام کامل اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امت کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنماؤں مولانا اللہ وسایا اور مولانا اورنگزیب نے گزشتہ روز یہاں مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر جماعت اہل سنت کے رہنما اور مجلس کے ضلعی امیر مولانا محمد اسلم نقشبندی' مولانا مفتی عبدالشکور' مولانا جمیل احمد مغل اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ کوٹلی کے تفصیلی دورے پر آئے ہوئے مجلس کے مرکزی رہنماؤں نے کہا کہ پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن پیدا کرنے کے لئے آٹھویں ترمیم میں اسی مقصد کی حد تک ردو بدل تو کیا جاسکتا ہے۔ البتہ کسی بھی دور میں آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لئے کوئی قدم اٹھانے کی کوشش کی گئی تو اسلامیان پاکستان اس کی قطعاً" اجازت نہیں دیں گے کیونکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور دیگر اہم اسلامی امور کو اسی ترمیم کے تحت آئینی تحفظ حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کے مابین محاذ آرائی فرقہ واریت کے زمرے میں ہرگز نہیں آتی بلکہ یہ اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ کیونکہ قادیانی صرف پاکستان کے آئین کے تحت ہی کافر نہیں بلکہ ان کے کفر پر عالم اسلام کی ایک سو بیالیس دینی تنظیموں کا اجماع واقع ہوچکا ہے یہاں تک کہ سواد اعظم افریقہ کی ایک غیر مسلم عدالت قادیانیوں کے ہی ایک مقدمے میں انہیں غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں مروج قانون کے مطابق قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے اور نہ ہی اپنے عقائد پر اسلام کا لیبل لگا سکتے ہیں۔ ہماری جدوجہد کا مقصد عامۃ المسلمین کو ان کے دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے علاوہ ان کے بارے میں موجود قانون پر عملدر آمد کروانا ہے۔ اگر وہ دیگر غیر اسلامی مذاہب کے پیروکاروں کی طرح اپنا سلسلہ جداگانہ انداز میں قائم کرلیں اور اسلام کا نام استعمال نہ کریں تو کسی بھی مسلمان کو انکے خلاف آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ قادیانی کمال عیاری سے "انسانی حقوق" کا حوالہ اپنے حق میں استعمال کررہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے اور مسلمانان عالم کے جذبات مجروح کرکے مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزیاں کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام' عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ کلیدی عہدوں' حساس اداروں اور سرحدی علاقوں میں مختلف سرکاری محکمہ جات میں ان کی موجودگی امت کے مفادات اور قومی و ملکی سلامتی کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر میں اسلامی نظام کے سلسلہ میں ہونے والے اقدامات اطمینان بخش و حوصلہ افزا ہیں۔ تاہم ہمارا مطالبہ ہے کہ یہاں جس قدر جلد ممکن ہوسکے مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ رہنماؤں نے تحریک آزادی کشمیر کو خالصتاً" شرعی جہاد قرار دیتے ہوئے آزاد کشمیر کے علماء سے اپیل کی کہ وہ جہاد کشمیر کو شرعی خطوط پر استوار کرنے اور مجاہدین کی سرپرستی و عملی قیادت کے لئے آگے بڑھیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ پاکستان کے علماء کرام اور دینی حلقے مجاہدین کشمیر کے ساتھ ہیں اور ان کی ہر طرح کی سرپرستی و مدد کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا دورۂ آزاد کشمیر

آزاد کشمیر میں قادیانی سرگرمیوں کے خلاف جہاد

رپورٹ : حافظ محمود الحسن' اسلام آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے حکم پر قادیانی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک نمائندہ وفد نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا۔ وفد میں حضرت مولانا اللہ وسایا' محمد اورنگ زیب اعوان اور حافظ محمود الحسن شامل تھے۔ ۲۰ نومبر کو شام ۶ بجے یہ وفد کوٹلی شہر پہنچا۔ جہاں مفتی عبدالشکور خان' جمیل احمد مغل' سید ذاکر شاہ اور شہاب الدین نے وفد کا استقبال کیا۔ آزاد کشمیر میں ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں پیر کے دن امر بالمعروف کے نام سے پوری ضلعی انتظامیہ کا اکٹھ ہوتا ہے جس میں ضلع کے مفتی حضرات وعظ کرتے ہیں۔ چنانچہ ۲۱ نومبر کو ضلع کوٹلی کے امر بالمعروف پروگرام میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان ہوا۔ جس میں مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و افادیت بیان فرمائی۔ مولانا نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام کا اساسی عقیدہ ہے اور ملت اسلامیہ نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بے پناہ قربانیاں پیش کی ہیں چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ملت اسلامیہ نے کبھی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا کیونکہ رحمت للعالمین ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ برصغیر میں انگریزی حکومت قائم ہوئی تو اس نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول اور اہل اسلام کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کروایا۔ امت مسلمہ نے انگریز کے خود کاشتہ نبی کو ذلت آمیز شکست دے کر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا اور مرزائیت کے کفر کو عالم اسلام پر واضح کیا۔ لہٰذا اب آپ کا اور میرا فرض بنتا ہے کہ سچے نبی کے سچے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ اپنا فرض اولین سمجھ کر کریں۔

امر بالمعروف کے پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد محمد اورنگ زیب اعوان اور حافظ محمود الحسن نے ایڈووکیٹ جنرل آزاد کشمیر' ہائی کورٹ کے ججز و دیگر وکلاء سے ملاقاتیں کیں اور انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کتابوں کے سیٹ پیش کئے۔ سب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا اور آزاد کشمیر میں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ تحریک ختم نبوت کوٹلی کے امیر مولانا محمد اسلم نقشبندی کی شاہی مسجد میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا

انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں کوٹلی شہر کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور عوام نے بڑے ذوق و شوق سے شرکت کی۔ کوٹلی کی شاہی مسجد مسلمانان کوٹلی سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اس کانفرنس سے مولانا عبدالرزاق چشتی' محمد اورنگ زیب اعوان نے بھی خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب مد ظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے قرب قیامت میں تین اشخاص کے آنے کی خبر دی ہے۔ جن میں دو اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی محبوب اور ایک انتہائی مبغوض ہے۔ جو انتہائی محبوب ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت امام مہدیؓ اور ایک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں جبکہ انتہائی مبغوض دجال ہے۔ نبی ﷺ نے تینوں کے لئے علیحدہ علیحدہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ حضرت امام مہدیؓ سے متعلق فرمایا کہ ان کا ظہور ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا جبکہ دجال کا خروج ہوگا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے پوری تفصیل کے ساتھ ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ بیان فرمایا۔ مولانا نے کہا کہ امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دو جدا جدا شخصیتیں ہیں جبکہ مرزائیوں کا کہنا ہے کہ دونوں ایک ہیں اور وہ ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اب مولانا کا روئے سخن مرزائیت کی طرف ہو گیا' مولانا نے مرزائیت کی اصل حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ کھول کر رکھی تو سامعین انگشت بدنداں رہ گئے۔ جب مولانا اللہ وسایا صاحب نے مرزائیوں کے کفریہ عقائد بیان کئے تو مسلمانان کوٹلی نے مرزائیوں پہ لعنتوں کے ڈونگرے برسائے اور مرزائیت کے خلاف فلک شگاف نعرے لگا کر مرزائیت سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

۲۲ نومبر کو ڈسٹرکٹ ہال کوٹلی میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مولانا محمد اسلم صاحب نقشبندی نے فرمائی۔ جلسہ سے محمد اورنگ زیب اعوان' مفتی محمد عارف نے بھی خطاب کیا جبکہ جلسہ کے مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دور وہ تھا جب منبر و محراب پر مرزائیت کا کفر بیان کرنے پر پابندی عائد تھی اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ آج ملک عزیز کی لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک نے یہ اعلان کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ سب شہدائے ختم نبوت کے خون کا صدقہ ہے۔ بعد میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا بارڈر لائن کے قریب تمام تر آبادی قادیانیوں کی ہے لہٰذا ان علاقوں کو حساس علاقہ قرار دے کر قادیانیوں کی سرگرمیوں پہ کڑی نگاہ رکھی جائے۔ کوٹلی میں قادیانی انتہائی اہم اور حساس عہدوں پر فائز ہیں یہ جہاد کے منکر ہیں ہیں لہٰذا حساس اداروں کے کلیدی عہدوں سے انہیں فی الفور برطرف کیا جائے۔ مولانا نے فرمایا کہ مقبوضہ کشمیر میں جاری جہاد شرعی جہاد ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کشمیر کے مسلمانوں کے اس جہاد میں ہر طرح کی اخلاقی مدد میں شریک ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے علماء کرام سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ تحریک آزادی کشمیر کو جہاد کے شرعی خطوط پر استوار کرنے کے لئے مجاہدین کی عملی قیادت کے لئے آگے بڑھیں پاکستان کے علماء کرام اور مذہبی قوتیں علماء کشمیر کے شانہ بشانہ اس جہاد میں شامل ہوں گی۔

رات قیام کے لئے مولانا اللہ وسایا حرکۃ الانصار کے معسکر محمود غزنویؒ تشریف لے گئے۔ جہاں حرکۃ الانصار کوٹلی کے امیر مولانا محمد احمد نے ان کا خیر مقدم کیا۔ صبح کی نماز کے بعد مولانا نے مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ جہاد ایک ایسا عمل ہے جو تمام اعمال سے نرالا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد بھی یہ جاری رہتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں جو مجاہد پہرہ دیتا ہے اس کا بڑا اجر ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عذاب قبر سے بچ جاتا ہے قبر آخرت کی منازل ہے میں سے پہلی منزل ہے اگر اس میں انسان کامیاب ہو جائے تو آگے کی منازل میں بھی کامیاب ہے کتنے خوش قسمت ہیں۔ آپ لوگ اپنے گھروں سے دور عذاب قبر سے بچاؤ کے یقینی سامان کی تیاری میں مصروف ہیں۔

۲۳ نومبر کو صبح بیان سے فارغ ہونے کے بعد تحصیل مفتی کوٹلی محمد عارف کی قیادت میں جرای کا سفر ہوا۔ جرای میں حاجی محمد شفیق صاحب نے وفد کا خیر مقدم کیا۔ بعد ازاں جامع مسجد میں مولانا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے اور بالاخر انسانی معاشرہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر امن و فلاح کی منزل حاصل کر سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ محبت رسول ﷺ ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے جس کے بغیر کوئی شخص مومن کہلانے کا حق دار نہیں ہو سکتا لیکن محبت رسول ﷺ کی بنیاد آپؐ کی اتباع اور اطاعت ہے کیونکہ محبوب کے احکام کی تعمیل کے بغیر دنیا میں محبت کا کوئی دعویٰ قابل قبول نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور یہ عقیدہ ایسا مسلم ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی رحلت کے بعد صحابہ کرامؓ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کرکے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان نبوت کی مسند پر کسی اور کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔

جرای کے بعد یہ وفد دولیاہ جٹاں پہنچا جہاں مولانا شاہ ولی نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ دولیاہ جٹاں کی مرکزی جامع مسجد میں مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا قادیانیوں سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہم تو حضور ﷺ کے غلام ہیں اور کسی صورت میں ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر کوئی انگلی اٹھائے' کوئی حرف زنی کرے' مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اس نے حضرت آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزمان ﷺ کی ذات اقدس تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر الزامات لگائے' تہمتیں باندھیں' ہم مسلمان ہو کر یہ سب کچھ کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے تمام تر اختلافات کو پس پشت ڈال کر نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ایک ہو کر کام کریں (دولیاہ جٹاں میں پوری ایک بستی قادیانیوں کی ہے۔ وہاں انہوں نے اپنی ایک عبادت گاہ بھی بنائی ہوئی ہے' قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کا جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ بھی قابل قدر ہے)۔

رات کوٹلی شہر کی جامع مسجد خلفائے راشدین میں ختم نبوت کانفرنس تھی اس کانفرنس کی صدارت مولانا محمد طاہر فیاض نے کی جبکہ کانفرنس کی تیاری کے لئے مسجد ہذا کے خطیب حافظ عبدالرشید نے بڑی تگ و دو فرمائی۔ بعد نماز عشاء منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں کوٹلی کے عوام اور علماء نے بڑے جوش و جذبہ سے شرکت کی۔ اس کانفرنس سے مولانا محمد یونس جلالی' مولانا عبدالرزاق چشتی اور محمد اورنگ زیب اعوان نے بھی خطاب کیا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے۔ اس عقیدہ کے تحفظ کی خاطر امت مسلمہ نے چودہ سو سالہ دور میں بیش بہا قربانیاں دے کر عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کیا ہے اور آئندہ بھی امت مسلمہ اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ ہر ایک سے نرمی برتی جا سکتی ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے شریک اور گستاخ کے ساتھ کسی قسم کی رواداری دینی غیرت کے خلاف ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے ایک ہو جائیں کیونکہ اس میں ہم سب کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ ۲۳ نومبر کو شہید چوک کوٹلی میں مولانا اللہ وسایا نے دفتر ختم نبوت کا افتتاح فرمایا اس موقع پر کوٹلی کے علماء کرام اور سیاسی راہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مبلغ کی تعیناتی تک جناب جمیل مغل دفتر کے ناظم ہوں گے۔

۲۴ نومبر کو تتہ پانی کی مرکزی جامع مسجد میں بعد نماز عصر ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ مرکزی جامع مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اس کانفرنس سے مفتی محمد عارف اور محمد اورنگ زیب اعوان نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ساری کائنات کے ولی' قطب' ابدال اور صحابہؓ بھی مل کے نبوت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ نبی تو وہ ہوتا ہے جو ہاتھ کا اشارہ کرے چاند دو ٹکڑے ہو جائے' ہاتھ اٹھائے عمرؓ در نبوت کے قدموں میں آگرے' نبی مسکرائے تو جنت میں بہار آجائے۔ جبکہ قادیانی جس کو نبی مانتے ہیں اس کی نہ شکل تھی' نہ عقل بلکہ وہ مجسمہ کذب تھا۔ مولانا اللہ وسایا نے تفصیل کے ساتھ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے پردہ اٹھایا اور عوام کو فتنہ قادیانیت کی فتنہ سامانیوں... خرمستیوں سے روشناس کرایا۔

۵ نومبر کو کوٹلی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس تھی۔ ضلع کوٹلی بلکہ آزاد کشمیر میں کوٹلی کی حیثیت ایسے ہے جیسے پاکستان میں ربوہ' کوٹلی اور اس کے مضافات اندھیری و چرناڑی میں قادیانیوں کے بڑے بڑے مراکز قائم ہیں اور یہ سارا علاقہ بارڈر لائن کے ساتھ ساتھ ہے۔ ۵ نومبر کو صبح سویرے ہی سے گردو نواح کے علاقوں سے مسلمان قافلوں کی صورت میں آنا شروع ہو گئے اور کوٹلی کا میدان مسلمانوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ کوٹلی سے مولانا اللہ وسایا' مفتی عبدالشکور خان' مفتی محمد عارف' مولانا محمد طاہر فیاض' کمانڈر ظہیر یوسف' جناب جمیل احمد مغل' حافظ محمود الحسن' سید ذاکر شاہ' حکیم محمد عارف کی قیادت میں ایک عظیم الشان قافلہ میدان کوٹلی میں پہنچا تو اہلیان کوٹلی نے معزز مہمانوں کا شاندار خیر مقدم کیا اور کوٹلی کے پہاڑ فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھے جبکہ سندھار اگلی سے دو قافلے حافظ لال حسین اور مولانا عبدالرزاق چشتی کی قیادت میں کوٹلی میدان پہنچے پھلاہ گلی سے قافلہ مولانا محمد اسلم اور دھنواں سے قافلہ مولانا عبدالخالق کی قیادت میں کوٹلی میدان میں پہنچا۔ کوٹلی میدان میں منعقدہ کانفرنس سے ڈاکٹر عبدالرشید' مفتی محمد عارف' مولانا عبدالرزاق' چشتی نے خطاب کیا مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا پرزور نعروں کی گونج میں مائیک پر تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں جھوٹ اور تضاد بیانی سے بھری ہوئی ہیں۔ ایسا شخص مسلمان تو کجا انسان ہونے کے قابل نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانی کی عار

انہوں نے فرمایا کہ میں صدق دل سے قادیانیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ جھوٹے نبی کے شکنجے سے نکل کر رحمت للعالمین ﷺ کے دامن رحمت میں آجائیں ورنہ دنیا و آخرت کا عذاب ان کا مقدر بن جائے گا۔ مولانا اللہ وسایا کا خطاب بڑا شاندار اور جاندار تھا۔ فتنہ قادیانیت کا شاید ہی کوئی پہلو ایسا ہو جو مولانا نے بیان نہ کیا ہو۔ مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ قادیانی فتنہ کی غلاظت و ضلالت بیان کی اور فرمایا کہ قادیانیت کسی مذہب کا نہیں بلکہ گندگی' غلاظت اور ذلالت کا دوسرا نام ہے۔ پنڈال کے چاروں طرف قادیانی کثیر تعداد میں موجود تھے اور جلسہ گاہ میں بھی ۶۰/۵۰ قادیانی موجود تھے۔

کوٹلی سے فارغ ہو کے ۶ نومبر کو مفتی عبدالشکور خان کی قیادت میں یہ وفد پلندری کے شیخ الحدیث اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر مولانا محمد یوسف خان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دورہ کوٹلی کی تفصیلات اور قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء کو نافذ ہونے والے امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نوٹیفکیشن ابھی تک آزاد کشمیر میں نافذ نہیں کیا گیا۔ آپ اس طرف ضرور توجہ فرمائیں چنانچہ شیخ الحدیث صاحب نے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ پلندری سے یہ وفد منگ پہنچا' منگ کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب سے وفد نے ملاقات کی آزاد کشمیر میں قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ وہاں سے یہ وفد باغ پہنچا۔ دارالعلوم باغ کے اساتذہ نے اس وفد کا خیر مقدم کیا۔ رات میجر محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میجر محمد ایوب وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے آزاد کشمیر اسمبلی میں ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد پیش کی۔ میجر محمد ایوب صاحب کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائی گئی کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نوٹیفکیشن ابھی تک آزاد کشمیر میں نافذ العمل نہیں ہوا۔ انہوں نے بھی ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ صبح کی نماز کے بعد دارالعلوم باغ کی مسجد میں مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔ بعد ازاں ہمارا وفد آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد پہنچا۔ وہاں مفتی زین العابدین' پیر محمد کرم شاہ الازہری' مولانا محمد یونس اثری' مولانا محمد فاروق' مولانا زاہد الراشدی' مفتی محمد اویس خان' مولانا محمود الحسن اشرف سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ سب حضرات مظفر آباد میں منعقدہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سب حضرات کے سامنے ضلع کوٹلی میں قادیانی سرگرمیاں ذکر کی گئیں اور آرڈیننس کے نوٹیفکیشن کے لئے اپنے اپنے تعلقات استعمال کرنے کی درخواست کی گئی سب نے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

۷ نومبر کو ہمارا وفد آزاد کشمیر کے کامیاب تبلیغی دورہ سے واپس اسلام آباد پہنچا۔ اسلام آباد کشمیر کونسل کے ممبر سردار محمد عتیق اور موتمر عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری راجہ محمد ظفر الحق سے مولانا اللہ وسایا نے ملاقات کی اور آزاد کشمیر میں قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ جلد از جلد آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ ہر دو حضرات نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا اور یقین دہانی کرائی کہ عنقریب انشاء اللہ آزاد کشمیر میں قادیانی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

●●

قدرت اللہ شہاب (آئی سی ایس) کی خود نوشت سوانح عمری شہاب نامہ سے اقتباسات

اعجاز احمد سرجی' میاں چنوں

جب میری عمر پانچ چھ برس کے قریب تھی تو اس زمانے میں مجھے اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی ذاتی لگاؤ نہ تھا۔ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باعث میکانکی طور پر کلمہ جانتا تھا اور دینیات کے استاد کے خوف سے نماز کی سورتیں اور دعائیں طوطے کی طرح رٹ رکھی تھیں۔

آبادی سے دور ایک مخبوط الحواس مجنوں صفت مجذوب نما شخص ویرانے میں بیٹھا رہتا تھا اور ہمہ وقت لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتا رہتا تھا اور میں اور میرا ایک ہم عمر ہندو دوست اکثر اس کے پاس جا کر اس کا منہ چڑایا کرتے تھے اور اس کے ذکر کی نقلیں اتارا کرتے تھے۔ میرا ہندو دوست لا اللہ کے وزن پر مہمل مضحکہ خیز اور کبھی کبھی فحش قافیے جوڑ کر مذاق بھی اڑایا کرتا تھا۔ مجذوب نے ہمیں بار بار ڈانٹا کہ ہم اللہ کے نام کی بے حرمتی نہ کیا کریں لیکن ہم باز نہ آئے۔ ایک دن ہم دونوں اسی مشغلے میں مصروف تھے کہ ایک شخص ادھر سے چند نعتیہ اشعار الاپتے ہوئے گزرا' جس کا ایک مصرعہ یہ تھا ؏

محمدؐ نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی

یہ مصرعہ سن کر میرا ہندو دوست زور زور سے ہنسنے لگا اور اسم محمدؐ کی شان میں کچھ گستاخیاں بھی کیں۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ لپک کر ایک پتھر اٹھایا اور اسے گھما کر ہندو لڑکے کے منہ پر ایسے زور سے دے مارا کہ اس کا سامنے کا آدھا دانت ٹوٹ گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ شعوری طور پر اس زمانے میں مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ یکساں بیٹھ گئی تھی۔ پھر لاشعور کی وہ کون سی لہر تھی۔ جو اللہ کے ساتھ مذاق پر تو خاموش رہی لیکن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گستاخی پر "انا" "انا" جوش میں آگئی تھی؟ یوں بھی عام مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی ہمیں گالی دے تو غصہ آتا ہے۔ ہمارے ماں باپ کو گالی دے تو بہت زیادہ غصہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خلاف زبان طعن دراز کرے تو دل کڑھتا ہی اور نوبت گالی گلوچ تک آسکتی ہے لیکن رسول خدا ﷺ کے متعلق بدزبانی کرے تو اگر لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے مارنے کی بازی لگا دیتے ہیں۔ اس میں اچھے' نیم اچھے یا برے مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں لیکن تجربہ تو یہی شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسالتؐ پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا۔ ظاہری طور پر نہ تو وہ علم و فضل میں نمایاں تھے اور نہ ہی زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ ایک عام مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شان رسالتؐ کے حق میں مضطرب ہوتا ہے اس کی بنیاد عقیدے سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہوتی ہے۔

میری رہائش چکور صاحب کے قصبے میں تھی لیکن دونوں امتحانوں کے سنٹر گیارہ میل دور روپڑ بستر میں تھے۔ میں ہر صبح گیارہ میل پیدل چل کر پرچہ دینے جاتا تھا اور شام کو اسی طرح پاپیادہ گھر لوٹ آتا تھا۔ حسن اتفاق سے ہر روز بائیس میل پیدل سفر کاٹنے کا جو نسخہ میرے ہاتھ آیا اس نے میری زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی وہ نسخہ یہ تھا کہ میں سارا رستہ کبھی زور زور سے پکار کر اور کبھی خاموشی سے آہستہ آہستہ درود شریف کا ورد کرتا رہتا تھا۔ دراصل یہ ورد میں نے ایک ہندو برہمن کو ستانے کے لئے مذاق ہی مذاق میں شروع کیا تھا لیکن رفتہ رفتہ درود شریف کی برکت نے میرے ہوش و حواس اور تن بدن کو ایک روائے نوری سے ڈھانپ لیا۔

باقی ص ۷ پر

ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر

عدالت میں عقیدہ ختم نبوت کی ایک اور فتح

۲۸ اگست ۱۹۹۵ء کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج چوہدری محمد نواز صاحب کی عدالت میں ودیر احمد قادیانی نمبردار چک ۴۳ ایم ایل کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی ضمانت قبل از گرفتاری کا مقدمہ پیش ہوا۔ بھکر کے ہر طبقہ خیال کی نگاہیں اس مقدمہ پر مرکوز تھیں۔ ۲۹ جون سے یہ موضوع زیر بحث تھا کہ آیا قادیانیوں کو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور السلام علیکم کہنے کا حق ہے کہ نہیں۔ حساس طبقہ ہمارے ساتھ تھا۔ ان میں سے کچھ تجسس میں تھے معدودے چند' قادیانی پروپیگنڈے کا شکار تھے۔

اصل روداد اس طرح ہے کہ جب سے حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حکم سے راقم نے ختم نبوت کے محاذ کا کام سنبھالا تو ہر سیاسی وابستگی سے علیحدہ ہونا پڑا کیونکہ یہ عظیم کام ہر طبقہ خیال کے تعاون سے ہی سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ راقم سے پہلے بھکر میں قادیانی محاسبہ منبر و محراب سے ہوتا رہا مگر میرا طریقہ کار مختلف ہے۔ قادیانی حضرات منبر و محراب سے دور رہنے والوں کو شکار کرتے اور اپنا آلہ کار بناتے ہیں پھر ان کے ذریعے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ راقم نے بھکر میں خصوصاً اور علاقہ تھل میں عموماً قادیانی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے کچھ دوانالوں کی سیل کا کام شروع کیا جس سے معاش کا بھی انتظام ہوا اور یہ 'بھکر' میانوالی اور خوشاب میں ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی۔ سروے کی تکمیل پر حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے ہاتھوں ۷ ستمبر ۸۹ء کو کالج روڈ بھکر پر ختم نبوت کے دفتر کا باقاعدہ افتتاح کر کے قادیانی تعاقب شروع کیا۔ میرے پاس ان کی تقریباً ہر جگہ کی معلومات تھیں۔ یہ عظیم کام آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ قادیانیوں نے بھی ہوٹلوں دفتروں اور عوامی رابطوں کو اپنا شکار گاہ بنا رکھا تھا میں نے بھی ختم نبوت کا لٹریچر پھیلانا شروع کیا' رابطے بڑھے۔ مسلمانوں میں تحرک پیدا ہوا۔ جذبہ پہلے منبر و محراب سے موجود تھا مگر سستی غالب تھی۔ راولی تو ہر طبقہ خیال کا آدمی تعاون پر آمادہ تھا' دفتر ختم نبوت میں ہمیں جناب رانا زاہد شہزاد ایڈیٹر ہفت روزہ نوائے تھل بھکر کی صحبت کا بہت فائدہ ہوا۔ ان کے جرات مندانہ مشورے اور جناب شمشاد نظم کی اصلاح ہمارے بہت کام آئی۔ پہلا مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸ سی عبد القدیر پاسط اور اس کے والد عبد اللطیف پر کالج کے نام میں مذہب اسلام لکھنے پر ہوا۔ بھکر کے مسلمانوں کی دل چسپی قابل دید تھی۔ اس کے بعد تو سلسلہ چل نکلا۔ ہر دفتر اور ہر عوامی جگہ سے قادیانی پسپا ہو رہے تھے۔ ہمارے کام سے پہلے قادیانی بھکر میں دندناتے پھرتے تھے۔ کاروباری مراکز پر بیٹھ کر تبلیغ کرتے اور انتشار پھیلاتے تھے۔ ان کے منصوبہ میں تھا کہ جھنگ کی طرح بھکر میں بھی شیعہ سنی فساد کرایا جائے کہ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ شروع کر کے علاقہ تھل کو قادیانی مرکز بنایا جائے۔ دعا نڈلہ گلی میں ان کا مرکزی قائم تھا اور اب بھی موجود ہے غلام یٰسین قادیانی امیر بھکر نے ربوہ کے نام وقف کر رکھی ہے۔ چوہدری محمود احمد ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت بھکر آیا قادیانی تھا۔ قادیانی مرکز اور دفتر زراعت متصل ہے۔ پھر کیا تھا قادیانی کھل کھیلے۔ عیاشی اور فحاشی کی جو داستانیں ایوان محمود ربوہ سے وابستہ ہیں' وہ یہاں بھی دہرائی جانے لگیں۔ پیر ہوٹل راولپنڈی کی طرز پر راتیں رنگین ہوتیں۔ بھلا ہو سابق ڈی سی سید محمد حامد شاہ صاحب کا کہ ہمارے ایک اشارہ پر انہوں نے ان کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔

یہ تمام واقعات تفصیل طلب ہیں۔ یوں تو قادیانی اپنی اپنی جگہ سرگرم عمل تھے لیکن ان میں سے ایک شخص ودیر احمد قادیانی کی سرگرمیاں بڑی پر اسرار تھیں۔ یہ خود کو بہت بااثر سمجھتا تھا۔ دوسرے یہ ایک قادیانی ملک ممتاز کا داماد ہے ملک ممتاز بھکر کا اچھا خاصا کاروباری اور فوج ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ جنرل شمس الرحمن کلو کے منشی کے حیثیت سے بھی بااثر تھا مگر اس کی ایک حیثیت ایسی تھی جو عیاشی اور فحاشی کے دل دادوں میں بڑی مقبول تھی کہ وہ قوم لوط کی بگڑی ہوئی نسل کی باقیات سے تھا اور بھکر میں یہ بات زبان زد عام ہے۔ یہ شخص بڑے میل جول والا اور بااثر تھا۔ ختم نبوت کے ورکروں اور شیدائیوں نے اس کا تعاقب کیا۔ یہ تھوڑے دنوں میں بھکر سے بھاگ نکلا اس کی جگہ ودیر نے پر کی۔ یہ بڑا چالباز ہے۔ انگریزی اخبار دی مسلم کی نمائندگی کا ڈھونگ رچایا خود کو بڑا تعلیم یافتہ ثابت کرکے نمبرداری کا اثر استعمال کرکے دفاتر میں جگہ بنانے کی کوشش میں نظر آنے لگا۔ ہم نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ورکروں کو چوکنا کردیا۔ جناح پریس کلب کے نوجوان صحافیوں نے ودیر پر ہاتھ ڈالا۔ اس میں اس (ودیر) کا خاص مقصد پنہا تھا۔ کیونکہ جناح پریس کلب کے زیادہ تر اراکین شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی صاحب اور صاحب زادہ محمد نور سلطانی القادری صاحب کے معتقد یہ پریس کے نمائندے کی حیثیت سے متعارف ہوا انہیں علم نہیں تھا کہ یہ قادیانی ہے۔ اس نے جناح پریس کلب بھکر کا فارم رکنیت بھی لے لیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ سابق ایس پی تصدق حسین صاحب کی زیر صدارت پریس کلب کی چھت پر ایک محفل نعت منعقد ہوئی۔ ایس پی صاحب نے مجھے خود بتایا کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بہترین نعت پڑھی گئی مگر محفل روحانیت سے خالی رہی' دوسری نعت جو پہلی سے بھی بہترین تھی' پڑھی گئی مگر صورت حال جوں کی توں رہی۔ میں حیران تھا میری نظر شرکائے محفل پر پڑی تو مجھے ودیر احمد قادیانی محفل میں نظر آیا۔ ایس پی صاحب نے بیان کیا کہ میں فوراً سمجھ گیا کہ اس قادیانی کی نحوست سے یہ محفل روحانیت سے خالی ہے۔ میں نے سٹیج سیکرٹری محمد حفیظ اللہ شاہ کو بلایا اور کہا کہ اس محفل سے اس قادیانی کو محفل سے نکال دو یا میں صدارت سے چلا جاتا ہوں۔ حفیظ اللہ شاہ نے بتایا کہ میں یہ سن کر ششدر رہ گیا شاہ صاحب نے ودیر احمد کو بلا کر پوچھا کہ تم قادیانی ہو۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں' میں احمدی ہوں۔ ودیر نکل ضرور گیا لیکن جاتے جاتے دھمکی دے گیا کہ تمہیں دیکھوں گا۔ اس کے بعد ودیر بھکر پریس کلب کے نزدیک گیا اور اس کا رکن بن گیا۔ حفیظ اللہ شاہ صاحب کی زبانی علم ہوا تو ہم نے جماعتی سطح پر کوشش کی کہ ودیر "دی مسلم" کا نمائندہ نہ رہے کہ اخبار مسلم ہو اور نمائندہ قادیانی؟ کچھ دوستوں نے ساتھ دیا اور ودیر کی نمائندگی ختم کرادی گئی۔ واضح ہو کہ ودیر کے عرصہ نمائندگی میں مسلم کا ایک بھی اخبار بھکر نہیں آتا تھا۔

بھکر پریس کلب میں ودیر کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اس کی اڑان اونچی ہوتی گئی۔ بھکر پریس کلب کے دو عہدے نادانستگی میں اس کے ہاتھ آگئے۔ ایک ملک احمد خان اور دوسرا کاظم رضا نقوی ہے ودیر کے مال اور اشارے پر یہ دونوں ہمارے خلاف بھی شوشے چھوڑنے لگے۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ایک اخباری نمائندے نے مجھ سے مخاطب ہو کر واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ اگر تم نے قادیانیوں کے ڈش انٹینا کی مخالفت کی تو میں قادیانیوں کی حمایت کروں گا ۔۔۔ وہ اخباری نمائندہ ملک احمد خان تھا ہم نے اسی وقت چیلنج قبول کرلیا تھا کچھ دنوں کے بعد ہم نے حیرت اور استعجاب سے سنا کہ بھکر پریس کلب پر ڈش انٹینا کی چھتری کا سایہ لہرا رہا ہے۔

جب سے مرزا طاہر کی تقریر ڈش انٹینا پر نشر ہونی شروع ہوئی ہے' قادیانی ڈش انٹینا کے پھیلاؤ میں پیش پیش ہیں۔ بہرحال دی مسلم سے ودیر کی فراغت ہوئی تو یہ حضرات اسے ۱۵ جون ۱۹۹۵ء کو دی مسلم کے دفتر اسلام آباد لے گئے' مگر نمائندگی نہ دلواسکے ودیر کی شوریدہ سری بدستور جاری تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا وقت آپہنچا۔

ودیر احمد قادیانی ایک منصوبہ کے تحت ۲۹ جون کو ضلع کونسل ہال میں خاندانی منصوبہ بندی کی ایک تقریب میں مقرر کی حیثیت سے متعارف ہوا اسٹیج سیکرٹری جناب اسد جعفری

نے اس کا تعارف بہترین کلمات سے کرایا جناب جعفری اور سامعین کی اکثریت سے لاعلم تھی کہ دبیر قادیانی ہے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اس تقریب میں قادیانی مربی سمیت خاصے قادیانی شامل تھے۔ ہمارے چند دوست دبیر کو اچھی طرح جانتے ہیں' جب اس نے اپنی تقریر سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور السلام علیکم کہا تو وہ مضطرب ہوگئے۔ دبیر اور قادیانی خوش تھے دبیر ایسے انداز سے تقریر کر رہا تھا کہ سامعین اسے مسلمان تصور کر رہے تھے دوستوں کو میری ہدایت یاد آگئی کہ قانون کو ہاتھ میں مت لو' ہنگامہ نہ کرو۔ ہنگامہ سے فائدہ اٹھا کر قادیانی مظلوم بن کر مسلمان میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ جو قادیانی خلاف قانون حرکت کرے' مجھے اطلاع دو ان کی قانونی گرفت ہوگی۔

تقریب کے بعد دوستوں نے اطلاع دی میں نے مشورہ کے بعد فوراً" ایس پی سکھر سے ملاقات کی اور دبیر کے خلاف قانونی کاروائی کی استدعا کی درخواست مختلف مراحل سے گزری ۲۱ جولائی کو ۲۹۸ سی کی خلاف ورزی پر دبیر کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی۔ گرفتاری کے لئے چھاپے مارے گئے۔ دبیر پہلے ۳۰ اگست ضمانت کے لئے تاریخ مقرر ہوئی ۴ اگست کو بحث کی تاریخ تھی۔ اس دوران عام مسلمانوں کی طرف سے ہماری حوصلہ افزائی ہوتی رہی مگر مذہب کے کچھ نام نہاد ٹھیکہ داروں کے چیلے سرِبازار ہم پر فقرے چست کرتے رہے۔ ہو سکتا ہے اس میں مذکورہ دو بڑے اخباری نمائندوں کا بھی ہاتھ بھرپور تھا مگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہم نے کسی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ ختم نبوت کے دفاع کا حق ہر مسلمان کو ہے ہم صرف ایک رضا کار کی حیثیت سے نمائندگی کر رہے ہیں۔ اپنی کمزور طاقت اور پوزیشن ہم پر روشن ہے مگر ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

۴ اگست کو قادیانی اور مسلمان ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جناب چوہدری محمد نواز کی عدالت میں آمنے سامنے تھے ہم ان معزز وکلاء کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس مقدمہ میں ہر طرح تعاون اور حوصلہ افزائی کی ہماری طرف سے جناب محمد عمر خاں چوہان' جناب ملک محمد عثمان جناب انجم رضا ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ قادیانیوں کی طرف سے جناب چوہدری عبد الرحمان ایڈووکیٹ تھے۔ قادیانی بھی اچھی خاصی تعداد میں آئے تھے۔ کچھ ایسے مسلمانوں کے چہرے بھی ہمیں قادیانیوں کے ہمراہ ان کی ہمدردی میں نظر آئے جن کے والد کو اہل سکھر نیک گردانتے اور اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے مولانا غلام رسول' قاری سلیم' رانا یعقوب وغیرہ کچھ ساتھیوں سمیت پہنچے یہ تعداد اتنی حوصلہ افزا نہیں تھی کہ اچانک محترم حافظ ممتاز علی صاحب پہنچ گئے جس سے ہمارے حوصلے بڑھ گئے۔

تقریباً" ساڑھے نو بجے درخواست ضمانت پیش ہوئی۔ ملزم کی طرف سے جناب چوہدری عبد الرحمان نے دلائل شروع کئے۔ انھوں نے قادیانیوں کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے دفاع میں کہا۔

اسلام سے بہت پہلے حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سباء کو جو خط لکھا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا۔ لہٰذا قادیانیوں کو بھی بسم اللہ پڑھنے کا حق ہے..... قادیانی حضور ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط یقین رکھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ جس طرح مسلمان امام مہدی کے منتظر ہیں' یہ مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں۔

یہ الفاظ عدالت کے ریکارڈ پر ہیں دوسرے فقرے پر محترم جج نے میری طرف دیکھا اور ختم نبوت کی تشریح کے لئے اشارہ کیا۔ میں نے کہا

میں معزز عدالت میں اعلان کرتا ہوں کہ ملزم دبیر اسی عدالت میں حضور ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی (ظلی' بروزی) نبوت سے انکار اور اس کے کفر کا اعلان کردے تو مقدمہ واپس لیتا ہوں جج صاحب نے دریافت کیا کہ "ظلی' بروزی کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا۔

جناب! یہ لوگ مرزا کی نبوت ان ہی چکروں میں ڈال کر ثابت کرتے ہیں۔

الحمد للہ بات جج صاحب کے ذہن میں بیٹھ گئی کہ بات مہدی کی نہیں بلکہ مرزا کی نبوت کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ڈسٹرکٹ اٹارنی نے قادیانی وکیل کے دلائل کے پرخچے اڑ دیئے۔

ختم نبوت کے وکیل محمد عمر خان چوہان نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

ملزم کا ضلع کونسل ہال میں جاکر تقریر کرنا ثابت ہو چکا ہے۔ گواہان مقدمہ انتہائی معزز ہیں۔ ملزم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور السلام علیکم کہا۔ دفعہ ۲۹۸ سی ناقابل ضمانت ہے۔ (اور اس کے ساتھ ہی جناب نذیر اختر جج ہائی کورٹ لاہور کا فیصلہ پیش کیا۔ معزز عدالت نے مذکورہ فیصلہ کے مطالعہ کے بعد درخواست ضمانت خارج کرکے ملزم دبیر کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

سکھر کے محترم علماء کرام اور معزز وکلاء صاحبان سے میری مؤدبانہ عرض ہے کہ قادیانیوں کے وکیل چوہدری عبد الرحمٰن صاحب نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں جو الفاظ ادا کئے "کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ ایک معصوم پیغمبر کو ایک مرتد اور زندیق قادیانی سے ملایا جائے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ الفاظ کہ اسلام سے بہت پہلے۔ کیا حضرت سلیمانؑ اور دیگر انبیاء دائرہ اسلام میں نہیں تھے۔

دوسرے' یہ عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے ہر طبقہ کے علماء کی تحقیق اور فتویٰ مرزا کی جھوٹی نبوت پر ہے۔ نیز قومی اسمبلی ۷۴ء کا متفقہ فیصلہ بھی مرزا دعوائے نبوت پر ہے" پھر معزز وکیل نے عدالت توہین قادیانیت کا روخ صرف امام مہدی کی طرف موڑنے پر تمام عالم اسلام کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا؟ تمام فیصلوں کی تکذیب نہیں کررہا؟

معلوم نہیں چوہدری عبد الرحمٰن کو کیا ہوگیا ہے۔ اگر بات صرف عدالت تک رہتی تو وکالت کے ضمن تھی' چوہدری صاحب اس بحث کو باہر بھی لے آئے تالاب والی مسجد میں غلہ منڈی بحث کرنے لگے تو رانا الیاس صاحب نے ٹوکا اور غلط قرار دیا۔ ایک جگہ محترم چوہدری بشارت علی ایڈووکیٹ قادیانیت کا حق ادا کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں۔ قادیانی سکھر شہر میں ہر حال میں جھنگ کی طرح امن وامان کا مسئلہ پیدا کرکے قادیانی مرکز کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ ختم نبوت کے رضا کار قانون کا احترام کرتے ہوئے ان کی غیر قانونی حرکات کا نوٹس قانونی انداز میں لیتے ہیں۔ اور یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ قادیانی علاقہ تھل کو قادیانیت کا نیا مرکز بنانا چاہتے ہیں جھنگ میں شیعہ سنی فساد سے فائدہ اٹھا کر ضلع سکھر کی سرحد کے ساتھ چیلے والا میں برلب سڑک ۳۵۰۰ کنال زمین کی خریداری حیدر آباد میں ڈاکٹر دل بند قادیانی کی پراسرار سرگرمیاں' چک نمبر ۷ تحصیل میکرو میں قادیانیوں کی ڈھنائی رکھ ڈھگانہ میں سرکاری اراضی پر قادیانیوں کا ناجائز قبضہ اڈا جہان خان پر سکھر کا چھوٹا ربوہ' پنج گرائیں میں نیرپو قادیانی کے بے انتہاء اثرات اور اس قسم کے واقعات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ قصبہ کالم علاقہ تھل میں مذہبی فساد کا زیرِ زمیں منصوبہ تیار کرچکا ہے' ہو سکتا ہے کہ سکھر کے چار قادیانی لیکچررز کے ذریعے آئندہ ہماری بچیوں کا استعمال کرے کیونکہ روہانہ قادیانی لیکچرار کا عارضی طور پر پرنسپل فائز ہونا خطرے سے خالی نہیں۔ ختم نبوت کے رضا کار ان کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی دبیر قادیانی کی طرح ناکام ہوں گی اور مرزا طاہر کا تھل کو قادیانی مرکز بنانے کا منصوبہ دھرا رہ جائے گا۔

ہمیں سکھر پریس کلب سے قطعاً" کوئی عناد نہیں' ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ اس پریس کلب میں بھی ختم نبوت کے شیدائی موجود ہیں۔ مذکورہ دو حضرات بھی نادانستگی میں قادیانیوں کے آلۂ کار بنے۔ دراصل آج کل حکومت تک میں چیک کام دکھا رہی ہے تو سکھر میں قادیانیوں کا ہزاروں روپیہ ماہوار کا بجٹ کہاں کام آئے گا۔ نیز ہم مذہبی قیادت کا دل سے احترام کرتے ہیں اور انھیں قادیانیت کا دشمن سمجھتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ محاذ جنگ پر لڑنے والوں کو جتنی جنگی معلومات ہوتی ہیں' اتنی دفاتر میں بیٹھی جنگ لڑانے والے کمانڈروں کو نہیں ہوتیں۔ آج کل قادیانیت کے محاذ پر علاقہ تھل میں مرزائیوں کے چکر کا جتنا ہمیں علم ہے' اتنا (گستاخی معاف) آپ کو نہیں قادیانیت ہر حال میں سکھر میں شیعہ سنی فساد کرانے پر تلی ہوئی ہے اور ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ان کے منصوبوں کو ناکام بنادیں گے۔ الحمد للہ! چھ سال کی کارگزاری آپ حضرات کے سامنے ہے اور سکھر کے حکام سے لے کر عوام کے بھی سامنے ہے۔

ہمیں صرف امن و سکون چاہئے۔ ہم قادیانیوں کے بھی

باقی ص ۲۲ پر

جناب ضیاء الدین لاہوری

سرسید مسلمانوں کے خیر خواہ......؟

"سرسید احمد خاں ہماری تاریخ کی ایک متنازع شخصیت ہیں۔ اگرچہ بے شمار لوگ انہیں قوم کے عظیم محسن کے طور پر پیش کرتے ہیں مگر کسی صحیح فیصلہ تک پہنچنے کے لیے بغیر کسی ضد اور تعصب کے ان کے خیالات کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے اور درج ذیل مضمون میں یہی کوشش کی گئی ہے"

جس دور میں سرسید احمد خان ہندوستانیوں کی دیسی زبان کے ذریعے علوم و فنون کی تعلیم دینے کے لئے متحرک ہوئے اور اس مقصد کو سامنے رکھ کر مغربی علوم کی کتابوں کے تراجم شائع کرنے کے لئے سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی انہوں نے برٹش انڈین ایسوسی ایشن کی جانب سے گورنر جنرل کے نام جو عرض داشت روانہ کی اس میں ورنیکلر یونیورسٹی قائم کرنے کی درخواست ان الفاظ میں کی۔

"گورنمنٹ ہند اعلیٰ درجے کی تعلیم عام ایسا سررشتہ قائم کرے جس میں بڑے بڑے علوم اور فنون کی تعلیم دیسی زبان کے ذریعے سے ہوا کرے اور دیسی زبانوں میں ان ہی مضمونوں کا امتحان سالانہ ہوا کرے جس میں کہ اب طالب علم کلکتہ یونیورسٹی میں انگریزی زبان میں امتحان دیتے ہیں اور جو سندیں اب انگریزی کے طالب علموں کو علم کی مختلف شاخوں میں لیاقت حاصل کرنے کے عوض میں عطا ہوتی ہیں وہی سندیں ان طالب علموں کو عطا ہوا کریں جو انہی مضمونوں کا دیسی زبانوں میں امتحان دے کر کامیاب ہوں۔ حاصل یہ ہے کہ خواہ تو ایک اردو فریق کلکتہ کی یونیورسٹی میں قائم کیا جائے یا ممالک شمالی و مغربی میں ایک یونیورسٹی دیسی زبان کی علیحدہ مقرر کی جائے۔ گورنمنٹ پنجاب نے مشرقی زبانوں کی ایک یونیورسٹی کی ضرورت کو تسلیم کرکے ان کی بنیاد ڈالنے کی کوشش شروع کی ہے۔ اس یونیورسٹی کا مقصود اور منشا مشرقی زبانوں کا شگفتہ اور سرسبز کرنا ہے اور یہ یونیورسٹی ایک ایسا ذریعہ ہوگی جس کی بدولت اہل یورپ کے علم اور شائستگی اور تربیت ہندوستان میں پھیلے گی جس سے ہندوستان کی حالت بدل جائے گی"۔

(سرسید احمد خاں حالات و افکار ص ۱۰۰)

یہ عرضداشت ۱۸۶۶ء میں پیش کی گئی تھی۔ انیسویں صدی کی نویں دھائی کے آغاز میں جب اس مقصد کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے قیام کے منصوبے بن رہے تھے تو اس بارے میں سرسید کے خیالات بدل چکے تھے اور وہ اعلیٰ تعلیم کا حصول صرف انگریزی زبان ہی کے ذریعے چاہتے تھے۔

اہل پنجاب نے لارڈ رپن کو ایک ایڈریس پیش کیا جس میں یہ کہا گیا کہ "ساڑھے تین لاکھ روپیہ' جو عطیہ یونیورسٹی کالج ہے' والیان ریاست ہائے و دیگر روسائے پنجاب نے دراصل زبان ہائے دیسی کی تکمیل سے تعلیم کو رواج دینے کی غرض سے عطا کیا تھا۔ سینٹ کو اس بارے میں کچھ شک بھی نہیں ہے کہ علم کو زبان ہائے دیسی کے توسل سے ترقی دینا تعلیم کی ضروریات کو ملک کے حسب حال بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے جواب میں لارڈ رپن نے کہا کہ "میں ان خیالات سے اتفاق رکھتا ہوں جو میرے یقین میں آپ لوگ رکھتے ہیں کہ اس ملک میں صرف زبان ہائے دیسی کے توسل سے علوم و فنون کی ترقی و اشاعت بہترین سہولت سے ہو سکتی ہے"۔

اس صورت حال پر سرسید خاموش نہ رہ سکے اور اوپر تلے تین مضامین پنجاب یونیورسٹی کے مجوزہ منصوبے کی مخالفت میں تحریر کئے۔ ان کے خیال میں یہ اعلیٰ تعلیم کو موقوف کرنے کی ایک سازش تھی۔ انہوں نے لارڈ لٹن کے ان خیالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔

"جیسے کہ جناب ممدوح نے بعض اسپیچوں میں علوم مشرقی کی ترقی کی ترغیب دی یا جیسے کہ یہ حال میں واقعہ پنجاب یونیورسٹی کالج کو کامل یونیورسٹی بنانے کی درخواست کے وقت پیش آیا وہ اندیش ہندوستانیوں کو نہایت تردد میں ڈالتا ہے اور وہ خوف زدہ ہو کر خیال کرتے ہیں کہ شاید وہ پالیسی مستحکم ہو گئی ہے اور وہی دھوکہ کی ٹٹی پھر ہماری آنکھوں کے سامنے کھڑی کی جاتی ہے جس کو مرحوم ہمارے محسن لارڈ میکالے نے اپنی نہایت تیکھی تحریروں اور زبردست ہاتھوں سے اٹھایا تھا" (مقالات سرسید ص ۵۹)

انہوں نے مزید لکھا کہ "بذریعہ ترجموں کے علوم مغربی کے ہندوستان میں پھیلانے کا مقصد ایک ہنسی کی بات ہے۔ بہت مدت ہوئی کہ یہ پالیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں اختیار کی گئی تھی اور اس بہادر اور محسن شخص لارڈ میکالے نے اس کو بھی ویسا ہی بے سود اور دھوکا ثابت کر دیا جیسے کہ اس زمانے کی دوسری پالیسیوں کو ثابت کیا اور اس دھوکا کی ٹٹی کو اٹھا دیا"۔

متذکرہ عہد کا تذکرہ کرتے ہوئے سرسید نے بعد میں اپنی ایک تقریر میں کہا تھا۔

"یہ وہ زمانہ تھا جب لارڈ میکالے پریذیڈنٹ ایجوکیشنل بورڈ کے تھے اس وقت اس کی تکرار اور بحث تھی کہ ہندوستانیوں کو آیا انگریزی علوم و فنون سکھائے جائیں یا ان کو انہی مشرقی علوم میں رکھیں جن میں وہ ابتدائے عمل داری انگریزی سے ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۲ء تک جتا تھے؟ یہ تکرار علوم انگریزی کے مفید یا غیر مفید ہونے پر نہ تھی بلکہ اس بات پر تھی کہ خدا نے جن بندوں کو ہمارے قبضے میں دیا ہے ان کو اپنے فائدے کی نظر سے اندھیرے میں رکھنا بہتر ہے یا خدا کا "ملک" کا "انسانیت کا فرض ادا کرنے کے خیال سے ان کو روشنی میں لانا فرض ہے؟ یہ بحث نہ صرف ہندوستان میں تھی بلکہ اس بحث سے پارلیمنٹ کے کمرے انگلستان میں بھی گونجتے تھے۔ وہ شخص جو اپنی نیک نہادی سے خدا کے بندوں پر نیکی کرنا چاہتا تھا' اس امر میں گورنمنٹ کا مخالف تھا مگر بڑی بحث کے بعد وہ نیک بندہ خدا کے بندوں پر شفقت کرنے والا یعنی لارڈ میکالے جیت گیا۔ میری دانست میں کوئی گورنر جنرل' کوئی وائسرائے کوئی' ملک کا خیر خواہ ایسا نہیں گزرا جس نے لارڈ میکالے سے زیادہ ہندوستان پر اور ہندوستانیوں پر احسان کیا ہو' جس نے اس طرح کے استقلال اور ملک کی خیر خواہی زور قلم اور سچی رائے سے ثابت کرکے یہ طے کرا دیا کہ انگریزی زبان اور یورپین سائنس کی ہندوستانیوں کو اعلیٰ درجے کی تعلیم ہو"۔

سرسید نے اپنے مضمون میں واشگاف الفاظ میں بیان کیا کہ "ہم کو علوم مشرقی کی ترقی کے پھندے میں پھنسانا ہندوستانیوں کے ساتھ نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ دھوکے میں ڈالنا ہے ہم لارڈ میکالے کو دعا دیتے ہیں کہ خدا اس کو بہشت نصیب کرے کہ اس نے دھوکہ کی ٹٹی کو اٹھا دیا تھا۔ کیا وہ ٹٹی ہماری آنکھوں کے سامنے پھر لگائی جاتی ہے؟"

سرسید نے علوم مشرقی کی ترویج کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر کیا'

"ہم علوم مشرقی کی ترقی کے معنی نہیں سمجھتے' نہ علوم مغربی کا دیسی زبانوں کے ذریعے سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک شائع ہونا ممکن جانتے ہیں جو اصلی مقاصد پنجاب یونیورسٹی کالج کے ہیں اور اس لئے اس کو کوئی ذریعہ اپنی ترقی کا بجز ایک دھوکہ کے قرار نہیں دے سکتے"۔

"ہندوستان میں اس خیال کا پیدا کرنا کہ ہم مشرقی علوم اور دیسی زبان اور دیسی علوم کو (جن کو ہم نہیں جانتے) ترقی دے کر عزت' دولت' حشمت و حکومت حاصل کریں گے بعینہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی امریکہ کے اصلی باشندوں کو خیال دلائے کہ تم اپنی دیسی زبان اور دیسی علوم میں (جو کچھ کہ ہوں) ترقی کرکے اپنی حکمران قوم میں عزت و دولت و حشمت و حکومت حاصل کرو گے"۔

"علوم مشرقی کی ترقی اور چھوٹی موٹی ترجمہ کی ہوئی کتابیں ہم کو کیا نتیجہ دیں گی اور وہ ہم کو کون سی عزت و دولت۔ حشمت و حکومت بخشیں گی؟ یونیورسٹی کالج لاہور نے اب تک ہم کو کس نتیجہ پر پہنچایا ہے جو آئندہ پوری یونیورسٹی ہو کر اور مردہ علوم مشرقی کو زندہ کرکے اور ہماری پرانی

شائستگی کو پھر پیدا کرکے ہم کو پہنچائے گی۔ کچھ شبہ نہیں کہ یونیورسٹی کالج اب بھی ہماری ترقی کا سد راہ ہے۔ اور جب وہ یونیورسٹی ہوجائے گا اور ضرور ہوجائے گا تو ملک کے لئے' قوم کے لئے' ملکی ترقی کے لئے' قومی ترقی کے لئے آفت عظیم ہوگا۔ یونیورسٹی کالج لاہور جو پوری یونیورسٹی ہونے والا ہے' بجز اس کے کہ ہم کو سیدھی راہ چلنے سے روکے' ہم کو ہمارے حقوق سے محروم رکھے' ہم کو اس لائق نہ ہونے دے کہ ہم اپنے حقوق کا دعویٰ کرسکیں اور کیا کرسکتا ہے؟ ہم کو علوم مشرقی کے زندہ کرنے اور مشرقی زبانوں کی ترقی کے جال میں پھنسانا صاف ایسی تدبیریں کرنا ہے کہ جہاں تک ہوسکے ہم کو ہماری ترقیات حاصل کرنے سے روکا جائے پس پنجاب یونیورسٹی' اگر وہ قائم ہوجائے تو" ہمارے حق میں بجز اس کے کہ ہماری اعلیٰ درجہ کی یورپین تعلیم کو برباد کردے اور پالیسی پر عمل کرے جو ہمیں برباد کرنے والی ہے اور کیا کرے گی"۔

"یونیورسٹی کالج لاہور نے بلخ و بدخشاں کے طالب علموں کو جو کچھ تعلیم دی ہو ہم کو اس کا حال معلوم نہیں مگر آج تک اس نے ایک کو بھی عربی یا فارسی میں ان لوگوں کے برابر نہیں بنایا جنہوں نے مسجد کے چبوتروں اور خانقاہ کے تنگ و تاریک حجروں میں بیٹھ کر اور درود و فاتحہ کی روٹیوں پر گزارہ کرکے عربی اور فارسی کی تحصیل کیا اور اعلیٰ درجے کا تبحر اس میں پیدا کیا مگر اس کا نتیجہ بجز اس کے کہ مردوں کی روٹیاں کھانے والے زیادہ ہوگئے ملک کو کیا فائدہ پہنچا؟ اگر پنجاب یونیورسٹی قائم ہوجائے اور ہم کو علوم مشرقی میں ویسی ہی تعلیم دے (گو ویسی تعلیم بھی ممکن نہیں) تو بجز اس کے چند بھکاری اور چند فاتحہ کی روٹیاں کھانے والے ملک میں زیادہ ہوجائیں اور کیا نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے؟"

"ہم مثلاً" اپنے ملک کی بڑی عدالت کا ذکر کرتے ہیں جب کہ صدر عدالت ہائی کورٹ نہیں ہوئی تھی مشرقی علوم اور مشرقی زبان کے نہایت ذی علم و لائق شخص وکالت کرتے تھے اور ایسے کامیاب تھے کہ زمانہ ان پر رشک کرتا تھا۔ وہ نام کے مولوی عالم اور مولوی فاضل نہ تھے بلکہ حقیقتاً" مشرقی علوم اور مشرقی زبان کے ایسے عالم تھے کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کو ان سے آدھا بھی پیدا کرنا نہایت مشکل ہے۔ دفعتاً" ۱۸۶۶ء میں صدر عدالت ہائی کورٹ ہوگئی اور یورپین علوم اور یورپین زبان نے اپنا راج کیا۔ وہ بار آور درخت علوم مشرقی اور مشرقی زبان کے' جن کی پھنگ آسمان تک پہنچتی تھی' اس طرح کملا کر زمین پر گر پڑے جیسے کوئی نیا نازک پودا پالے کے صدمے سے جھلس جائے۔ اب ہائی کورٹ میں جاکر علماء مشرقی علوم کا حال دیکھو کہ ان پر مکھیاں بھنکتی ہیں۔ نہ وہ اپنی ذات کا کچھ فائدہ کرسکتے ہیں' نہ ملک کا' نہ قوم کا"۔

سرسید کے یہ نظریات طاقت ور انگریزی حکومت کی حاکمانہ پالیسیوں کے باعث کسی مجبوری کی پیداوار نہیں بلکہ وہ غیر ملکی حکومت کے ایسے اقدامات کی صریحاً" مخالفت کرتے ہیں جو مشرقی علوم کی ترقی کے ضمن میں اٹھائے جائیں اور ایسی حکمت عملیوں کی زبردست حمایت کرتے ہیں جن میں انگریزی زبان اور یورپین علوم کو دیسی زبان اور مشرقی علوم پر ترجیح دی گئی ہو۔ مثال کے طور پر انہوں نے متذکرہ مضامین میں تحریر کیا۔

"ہم گورنمنٹ کی اس تجویز کو کہ تمام اعلیٰ عہدے بجز لائق انگریزی دانوں کے کسی کو نہ دیئے جائیں نہایت پسند کرتے ہیں اور جہاں تک کہ اس میں سختی ہوتی جائے ملک کا اور قوم کا اور گورنمنٹ کا سب کا فائدہ سمجھتے ہیں"۔

سرسید کا خیال تھا کہ "ہمیں اپنی قوم کو انگریزی زبان کی' جس کو خدا نے اپنی مرضی سے ہم پر حکومت کردی ہے اور جس کے مانے بغیر ہم دنیا کا کوئی کام نہیں کرسکتے بلکہ میں کہوں گا کہ دین کی بھی خدمت نہیں کرسکتے' تعلیم دینا ہے"۔

مشرقی علو کے ذریعے ڈگری پانے والے پچھلے عالموں کے متعلق انہوں نے سوال کیا کہ وہ" اس زمانے میں کس کام کے ہوں گے اور ملک کو ان سے کیا فائدہ ہوگا"؟ مانا کہ وہ علم کے خزانے رکھتے ہیں مگر وہ خزانے ہمارے کس کام آئیں گے' جب کہ ہماری حکمران زبان وہ زبان نہیں ہے۔ ان کی مثال ایسی ہو ہے جیسے کہ ایک بیلے کے پیٹ میں بہت سے کتابیں بھردی جائیں"۔

سرسید نے قوم کے لئے جو راہ متعین کی وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے'

"ہمارے لئے سیدھا راستہ کھلا ہے کہ جہاں تک ہم سے ہوسکے یورپین لٹریچر اور یورپین سائنسز میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی ترقی کریں۔ جہاں تک ہم کو یونیورسٹی کے بچے خطابات حاصل ہوسکتے ہیں حاصل کریں اور جب اس سے بھی زیادہ ہم میں ہمت ہو' آکسفورڈ کیمبرج' یونیورسٹیوں میں تعلیم کو جائیں' اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کرنے میں کوشش کریں' اپنے مہذب و تعلیم یافتہ جنٹلمین اس کے اصلی و حقیقی معنوں میں بنائیں اور جو فیض تعلیم و تربیت و تہذیب ہم نے ان مہذب ملکوں میں حاصل کیا ہو اس کو اپنے ہم وطنوں اور قوموں میں پھیلائیں"۔

اور اس تمام بحث کا لب لباب سرسید ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں'

"ہمارے ملک کو' ہماری قوم کو اگر در حقیقت ترقی کرنی اور فی الواقع ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا سچا خیر خواہ اور وفادار رعیت بننا ہے تو اس کے بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں ہے کہ وہ علوم مغربی و زبان مغربی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرے"۔

"جو شخص اپنی قومی ہمدردی سے اور دور اندیش عقل سے غور کرے گا وہ جانے گا کہ ہندوستان کی ترقی کیا علمی اور کیا اخلاقی' صرف مغربی علوم میں اعلیٰ درجہ کی ترقی حاصل کرنے پر منحصر ہے' اگر ہم اپنی اصلی ترقی چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی مادری زبان تک کو بھول جائیں۔ تمام مشرقی علوم کو نسیاً" منسیا" کردیں۔ ہماری زبان یورپ کی اعلیٰ زبانوں میں سے انگلش یا فرنچ ہوجائے۔ یورپ ہی کے ترقی یافتہ علوم دن رات ہمارے دست مال ہوں۔ ہمارے دماغ یورپین خیالات سے (بجز مذہب کے) لبریز ہوں ہم کو اپنی قدر' اپنی عزت کی قدر خود آپ کرنی سیکھیں۔ ہم گورنمنٹ انگریزی کے ہمیشہ خیر خواہ رہیں اور اس کو محسن اور مربی سمجھیں"۔

●●

مضمون نگار حضرات سے التماس

- ○... مضمون کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ دونوں طرف کم از کم ایک انچ خالی جگہ چھوڑیں۔
- ○... دو سطروں کے درمیان ذرا فاصلہ رکھیں۔
- ○... تحریر صاف اور خوش خط لکھنے کی کوشش کریں تاکہ باآسانی پڑھنا ممکن ہوسکے۔
- ○. مضمون کے لئے انتخاب موضوع کے بعد حتی الامکان اس کی کوشش کریں کہ موضوع سے متعلق مواد ہی تحریر میں لایا جاسکے۔ موضوع سے ہٹ کر غیر ضروری باتوں کو درج کرنے سے گریز کریں۔
- ○... دینی موضوعات پر لکھنے والے مستند کتب و رسائل سے مواد مہیا کریں۔ قرآنی آیات کی نقل میں صحت کا خاص خیال رکھیں۔ اور حدیث کے معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیں۔ نئے لکھنے والے حدیث کی مشہور و متداول کتب سے حدیثیں نقل کیا کریں اس طرح مضمون میں موضوع احادیث درج کرنے سے حفاظت رہے گی۔
- ○... مضمون پورا ارسال کریں۔ الگ الگ قسطوں کی صورت میں مکمل تحریر آنے تک قابل اشاعت نہ ہوگا۔
- ○. جلسہ' کانفرنس کی رپورٹ لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ تقریروں میں بلاوجہ جملوں کا تکرار نہ دہرایا جائے۔ مفصل تقریر کا خلاصہ مقصود ہو تو تقریر کے اہم اور خاص نکات کو جمع کردیا جائے۔
- ○... خبریں اور بیانات بھیجتے وقت مستند ہونے کی تصدیق کرلی جائے۔ قادیانیت سے متعلق خبروں میں سخت احتیاط سے کام لیا جائے۔
- ○... ناقابل اشاعت مضمون کا مسودہ واپس منگوانے کے لئے ڈاک خرچ ادارہ کے ذمہ نہ ہوگا۔
- ○... دینی مدارس کے طلبہ اور دیگر حضرات تحریر کا طریقہ سیکھنے کے لئے باستاد رابطہ کرسکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرشید 'کراچی یونیورسٹی

مومنانہ صفات

اسلام میں تعمیر کردار کا انحصار اسلامی معاشرہ اور اسلامی ثقافت پر ہے۔ اسلام نے اسلامی نظام معاشرت کا ایک جامع اور کامیاب نظریہ پیش کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد رسالت مآب ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلامی معاشرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصول پر عامل ہوتا ہے اور جس فرد کی تربیت ایسے معاشرے میں ہوگی اس کا کردار بھی یقیناً اسلامی اصولوں اور اسوۂ رسولؐ کے مطابق ہوگا۔

اسلامی نظام اخلاق انسان کو تقویٰ' اخلاص' صدق' عفت' دیانت داری' عدل و انصاف اور احسان کا درس دیتا ہے اور یہ وہ بنیادی قدریں ہیں جو کسی بھی معاشرہ کی اصلاح کا سبب بنتی ہیں۔ گویا اسلامی نظام اخلاق کی بنیاد عالم گیر قدروں پر ہے۔ لہٰذا پوری دنیا کی فلاح اسی بات میں مضمر ہے کہ ان قدروں کو اپنایا جائے۔ اسلامی معاشرہ کے لئے ان قدروں کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے جن کے بغیر اسلامی معاشرہ قطعاً" پروان نہیں چڑھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عبادات کا مقصد اخلاق کی درستگی قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی نظام اخلاق کی بنیادیں حسب ذیل اعلیٰ اخلاقی قدروں پر قائم ہیں :

تقویٰ

اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ صرف ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو اسے تقویٰ سے ادا کر سکتے ہیں۔ اسلام کی ہر تعلیم کا مقصد اپنے ہر عمل کے قالب میں اس تقویٰ کی روح پیدا کرنا ہے۔ قرآن پاک نے اپنی دوسری سورۃ میں یہ اعلان کیا ہے کہ اس کی تعلیم سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تقویٰ والے ہیں ھدی للمتقین (بقرہ : ۲) "یہ کتاب تقویٰ والوں کو راہ دکھاتی ہے۔" یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ساری عبادتوں کا منشاء اسی تقویٰ کا حصول ہے۔

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (بقرہ : ۲۱)

"اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا تاکہ تم تقویٰ پاؤ۔"

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (بقرہ : ۱۸۳)

" اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔"

و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ (الحج : ۳۲)

"جو اللہ کے شعائر (حج کے ارکان و مقامات) کی عزت کرتا ہے تو یہ دلوں کے تقوے سے ہے۔"

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا و لکن ینالہ التقوی منکم۔ (الحج : ۳۷)

"خدا کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔"

ان آیات قرآنی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں تقویٰ کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ عربی زبان میں تقویٰ کے لغوی معنی بچنے' پرہیز اور لحاظ کرنے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت پیدا کرتی ہے۔

اسلام کی اصل غایت اور تعلیم تقویٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہی اعمال کو قبول فرماتے ہیں جو تقویٰ کے ساتھ انجام دیئے گئے ہوں۔ اس کی وضاحت قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے بخوبی ہوتی ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (مائدہ : ۲۷) "اللہ تو تقویٰ والوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔"

متقین کی صفت اللہ نے قرآن پاک میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئک ھم المتقون لھم ما یشاء ون عند ربھم ذلک جزاء المحسنین۔ (الزمر : ۳۳)

"اور جو سچائی لے کر آیا اور اس کو سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ ہے جو وہ چاہیں یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا۔"

گویا سب سے بڑی نیکی تقویٰ ہے لہٰذا یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ تقویٰ حاصل کرنا ہی مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

اخلاص

تقویٰ کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب اعمال میں اخلاص ہو۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو عمل بھی کیا جائے اس میں دنیاوی نمائش' طلب شہرت یا کوئی منفعت پیش نظر نہ ہو بلکہ صرف اللہ کے حکم کی بجا آوری اور خوشنودی مقصود ہو۔ اسی کا نام اخلاص ہے۔ اس اخلاقی قدر کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے۔

فاعبداللہ مخلصا لہ الدین الا للہ الدین الخالص۔ (الزمر : ۳'۲)

"تو اللہ کی عبادت کر خالص کرتے ہوئے اطاعت گزاری کو اسی لئے کہ اللہ ہی کے لئے ہے خالص اطاعت گزاری۔"

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ عبادت خداوندی میں اخلاص کا ہونا از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جانے والا عمل دکھاوے اور ریاکاری سے پاک صاف ہونا چاہئے۔ جس عمل میں ریاکاری شامل ہو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور خوش ہوں مگر جس عمل میں اخلاص پوشیدہ ہو اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور محبت کا حصول ہوتا ہے۔ نفاق کو دور کرنے کے بعد ہی اخلاص حاصل ہوتا ہے اور کوئی مسلمان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ متقی اور مخلص نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ۔

مخلصین لہ الدین۔ (الاعراف : ۲۹)

"اطاعت گزاری کو خدا کے لئے خالص کیا جائے۔"

اس اعلان خداوندی سے اخلاص کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ ہر عبادت اور ہر عمل خالص خدا ہی کے لئے ہو۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو۔ تمام انبیاء کرام نے یہی اعلان کیا تھا کہ۔

"ہم اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتے ہماری مزدوری تو اسی پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔"

دوسرے لفظوں میں انبیاء کرام کی ہر کوشش بے غرض تھی وہ صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہر عمل کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ ہر وہ عمل عند اللہ قابل قبول ہے جو صرف اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور جس میں ذرہ برابر بھی ماسوا اللہ کی خوشنودی اور رضا شامل ہو جائے وہ اللہ کے نزدیک مردود ہے۔

عفت

عفت اور پاک بازی کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے۔ اسلام سے قبل عرب میں عفت اور پاک بازی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ بے حیائی اور فحاشی کو برائی تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لونڈیوں سے عصمت فروشی کا کام کرایا جاتا تھا اور اس کی کمائی کھائی جاتی تھی۔ مدینہ کا ممتاز منافق عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی لونڈیوں کو پیشہ کرنے پر مجبور کرتا تھا اس کے باوجود وہ عزت کا مستحق اور سر پر تاج رکھے جانے کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ عورتیں بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلتی تھیں اور سینوں کے پوشش کا لحاظ نہ رکھتی تھیں۔ بدکار عورتیں شراب کی محفل میں ساقی گری کرتی تھیں اور گریبان کھلا

رکھتی تھیں کہ جو چاہے دست درازی کرے۔ ایک عورت کے دس دس آدمی شوہر ہوتے تھے۔ بچہ پیدا ہونے پر عورت اس بچے کو ان میں سے جس کے نام سے منسوب کرتی وہ اس کا باپ کہلاتا تھا اور اس بات کو قطعاً "عیب نہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے ان تمام رسوم کی اصلاح کی اور بدکاری کا خاتمہ کیا۔ قرآن کریم نے اس کھلی بے حیائی کو معیوب قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیاۃ الدنیا (النور : ۳۳)

"اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جبکہ وہ بچنا چاہیں، یہ تم اس لئے کرتے ہو کہ دنیا میں مال کماؤ۔"

اسلام نے نہ صرف بے حیائی اور فحاشی کی مذمت کی بلکہ سے حرام قرار دیا اور نسوانی عصمت کے تحفظ کے سلسلہ میں زنا سے سختی کے ساتھ روکا۔

ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ (بنی اسرائیل : ۳۲)

"اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔"

بدکاری سے روکنے کے ساتھ ساتھ ان تمام باتوں کو جو بے حیائی اور بدکاری کی بنیاد بنتی ہیں، کو بھی حرام قرار دیا ہے چنانچہ اسی سلسلے میں مسلمان مرد اور عورتوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

"اے اللہ کے رسول! اہل ایمان سے فرمادیں کہ نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے۔" (النور : ۳۰)

مسلمان عورتوں کو خصوصیت کے ساتھ یہ تاکید کی گئی کہ وہ ایسا موقع ہی فراہم نہ کریں جس سے مرد ان کی جانب متوجہ ہوں۔ فرمان خداوندی ہے۔

"اور اے اللہ کے رسول! ایماندار عورتوں سے بھی فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں..." (النور : ۳۱)

پھر اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا گیا کہ۔

"اور اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے لونڈی غلام، وہ زیر دست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔"

یہ تو احتیاط بتائی گئی اب اگر ان تمام تعلیمات کے باوجود بھی کوئی عصمت دری کا ارتکاب کرے تو سخت سزا مقرر کرکے اس بات کا اہتمام کردیا گیا ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں اپنی اور دوسروں کی عصمت کی حفاظت کریں۔ پھر سزا میں بھی تشہیر کا پہلو رکھ کر عبرت کا سامان فراہم کیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ اس معاملہ میں رحم کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ انسانی عصمت کے آگے سب ہیچ ہے۔

"بدکاری کا ارتکاب کرنے والی عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان و یقین رکھتے ہو تو حکم خدا کے نافذ کرنے میں، تم کو ان کے مارنے میں، کسی طرح کا ترس یا لحاظ نہ ہونے پائے اور ان دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہئے۔" (النور : ۲)

آج بھی ہم مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ جن ممالک میں اسلامی [illegible] کا نفاذ ہوتا ہے وہاں دیگر برائیوں کی طرح بدکاری کی شرح بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔

عدل و انصاف

عدل و انصاف وہ اعلیٰ قدریں ہیں جو کسی بھی معاشرے کی حیثیت کی پہچان ہیں۔ جس معاشرے میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہوتا ہے وہاں حقوق و فرائض کی ادائیگی بطریق احسن ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اس صفت کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ (النحل : ۹۰)

"اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔"

اسلام معاشرہ کی اصلاح کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے باہمی اختلافات کے موقع پر عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے پر زور دیتا ہے۔

ارشاد فرمایا۔

واذ حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ (النساء : ۵۸)

"اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔"

حقیقت یہ ہے کہ اسی عدل و انصاف پر دنیا کا نظام قائم ہے۔ جس قوم اور جس سماج میں عدل و انصاف نہ ہو وہ دنیا میں کبھی نہیں پنپ سکتی۔ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد کے ساتھ بلا امتیاز معاملہ کیا جائے اور اس کے بارے میں وہ بات کہی جائے جس کا وہ مستحق ہے۔ اسلام میں عدل و انصاف کے تصور کی وضاحت سورۃ نساء کی ایک آیت میں ایسے انداز سے کی گئی ہے جس سے عدل و انصاف کا ہر پہلو وضاحت کے ساتھ سامنے آجاتا ہے۔ ارشاد ہے۔

"اے ایمان والو! مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ یہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا قرابت داروں کے لئے مضر ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ مالدار ہو یا محتاج کیونکہ خدا تو تمہاری نسبت ان پر زیادہ مہربان ہے تم حق سے کترانے میں خواہش نفسانی کی پیروی مت کرو اور اگر گھما پھرا کرکے گواہی دو گے یا بالکل انکار کرو گے تو یاد رہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بخوبی واقف ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل و انصاف کے جو احکام دیئے گئے ہیں ان پر عمل کرنے سے ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے جس میں امیر و غریب، اعلیٰ و ادنیٰ، ہر ایک کے حقوق کی خود بخود حفاظت ہو جاتی ہو۔ اس حکم پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی طرح کا تعلق خواہ وہ والدین ہی کا کیوں نہ ہو انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہئے۔

مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام نے عدل و انصاف کا جو تصور پیش کیا ہے اس کا مدعا انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کی اصلاح بھی ہے اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم نہ صرف اپنے ذاتی معاملہ میں عدل و انصاف پر قائم رہیں بلکہ پورے معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج کے لئے اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ جو شخص جس عہدے پر بھی فائز ہو، اپنے ماتحتوں کے ساتھ کسی طرح کا امتیاز روا نہ رکھے۔ ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق پروان چڑھنے میں مدد دے اور اپنے ادارے کو مثالی بنائے تو اس طرح پورا معاشرہ مثالی بن جائے گا۔

صدق

صدق کی اہمیت کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صدق ایک ایسی صفت ہے جو اللہ کے برگزیدہ بندوں سے خصوصی طور پر متعلق ہے۔ اس کا سب سے بڑا مشاہدہ رسالت مآب کا اعلان نبوت ہے کہ جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو کفار نے آپ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے لیکن کسی نے آپ کو کذاب نہیں کہا۔

ایک مرتبہ قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے اور حضور اکرم ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان سرداروں میں نضر بن حارث بھی شامل تھے۔ جن کی قریش بڑی قدر کرتے تھے اور انہیں جہاندیدہ جانتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ۔

"اے قریش تم جس مصیبت میں مبتلا ہوئے ہو اب تک اس کی کوئی تدبیر نہیں کرسکے۔ محمدؐ تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوئے وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھے اب جبکہ ان کے بالوں میں سپیدی آچکی ہے اور وہ تمہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ وہ ساحر ہیں، شاعر ہیں، کاہن اور مجنون ہیں، خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں محمدؐ میں ایسی کوئی بات نہیں تم پر یقیناً کوئی نئی مصیبت ہی آئی ہے۔"

امام غزالیؒ نے تصدق کے چھ مراتب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو شخص ان تمام کا حامل ہو وہ صدیق اور جو کسی ایک یا چند مراتب کا حامل ہو وہ اس مرتبے کی نسبت کے ساتھ صادق کہلائے جانے کا مستحق ہے۔"

ان مراتب کا تفصیلاً "ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"اول صدق زبان میں ہے۔ دوم نیت میں صدق ہے۔ سوم ارادے میں صدق کا پایا جاتا ہے۔ چہارم عزم و

ارادے کو پورا کر دکھاتا ہے۔ پنجم باطن و ظاہر کی یکسانیت صدق ہے اور ششم صدق کا درجہ یہ ہے کہ انسان دین کی حقیقت کو پانے کے لئے پوری تگ و دو کرے اور ان تمام مراتب میں کمال حاصل کرنے والا صدیق کے درجے پر فائز ہوگا۔"

صدق یا راست گوئی دراصل صاف اور سیدھی بات کرنے کا نام ہے اور قرآن کریم میں اسے تقویٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

یاایها الذین امنوا اتقوا الله و قولوا قولا سدیدا۔
(الاحزاب : ۷۰)

"اے اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہو اور صاف سیدھی بات کرو۔"

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلط اور جھوٹی بات سے بچنا اور صاف اور سیدھی بات کرنا قرآن کریم کے نزدیک اصلاح اعمال کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اسی لئے تقویٰ کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر "فتح العزیز" میں ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! مجھ میں چار بد عادتیں ہیں ایک یہ کہ بدکار ہوں دوسری یہ کہ چوری کرتا ہوں تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں ان میں صرف ایک عادت کو میں آپؐ کی خاطر چھوڑ سکتا ہوں۔"

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
"جھوٹ نہ بولو۔"

چنانچہ اس نے اس کا عہد کیا۔ اب جو رات ہوئی تو اس کا شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ صبح کو جب حضور اکرم ﷺ دریافت فرمائیں گے کہ رات تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا۔ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی اگر انکار کیا تو عہد کے خلاف ہوگا یہ سوچ کر دونوں کاموں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا خوب چھا گیا تو چوری کے لئے گھر سے نکلنا چاہا۔ پھر اسی خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل پوچھ گچھ ہوئی تو کیا جواب دوں گا۔ ہاں کروں گا تو ہاتھ کٹے گا اور انکار کر نہیں سکتا کہ یہ بد عہدی ہوگی۔ یہ خیال آتے ہی اس جرم سے بھی باز رہا۔ صبح کو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! ایک جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں عادتیں چھوٹ گئیں۔"

یہ سن کر آپ مسرور ہوئے۔

اس واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جھوٹ کو چھوڑ کر اگر صدق کو اپنایا جائے تو تمام برائیاں خود بخود چھوٹ جاتی ہیں۔ اسی لئے رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان الصدق یهدی الی البر و ان البر یهدی الی الجنة و ان الرجل لیصدق حتی یکتب عندالله صدیقا۔

"سچ بولنا نیک کاموں کی ہدایت کرتا ہے اور نیک کام جنت میں لے جاتا ہے انسان سچ بولتے بولتے خدا کے ہاں سچوں میں لکھا جاتا ہے۔"

اس حدیث کی رو سے صدق کی عادت انسان کو نہ صرف بھلائی کی راہ پر چلاتے ہوئے جنت کا حق دار ٹھہراتی ہے بلکہ ایک بہت بڑا اعزاز یہ حاصل ہوتا ہے کہ صاحب صدق اللہ کے ہاں صدیقین کی فہرست میں جگہ پاتا ہے اور صدیقین کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

و من یطع الله و الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا۔ (النساء : ۶۹)

"اور جس شخص نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت کی تو وہ ان بندوں کے ساتھ ہوگا جنہیں اللہ و تبارک نے اپنی نعمتیں دیں۔ یہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔"

اس آیت میں انبیاء کے بعد فوراً صدیقین کا ذکر کیا گیا حالانکہ راہ خدا میں جان کا نذرانہ دینے والوں یعنی شہداء کا ذکر بعد میں ہوا۔ اس سے صدق کی اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اسی تعلیم سے فیض یاب ہو کر حضرت علامہ اقبالؒ نے دنیا کی راہ نمائی کے لئے جن اوصاف کا ذکر کیا ہے ان میں پہلا درجہ صدق ہی کا ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بقیہ: سوانح عمری سے اقتباس

اس کے بعد عزم کر لئے ... ایک مقررہ وقت پر درود شریف پابندی سے پڑھنا میری عادت ثانیہ بن گئی۔ آٹھویں جماعت والے ورنیکولر والے امتحان کے دوران جب میں نے منہ اندھیرے نہر ہرہند کے کنارے ذوق ہی ذوق میں یہ ورد شروع کیا تو چند روز بعد ایک عجیب خواب نظر آیا۔

خواب میں تاحد نگاہ ایک وسیع و عریض صحرا پھیلا ہوا تھا میں اس میں کسی جانب تیز رفتاری سے بھاگا ہوا چلا جا رہا تھا۔ صحرا کی ریت اتنی گہری تھی کہ میری ٹانگیں گھٹنوں گھٹنوں تک اس میں دھنس جاتی تھیں۔ سانس پھول کر جب مزید بھاگنا محال ہو گیا تو میں گھٹنوں کے بل گھسیٹا گھسیٹا آگے بڑھتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب گھٹنے بھی جواب دے گئے تو میں منہ کے بل ریت پر لیٹ گیا اور اپنی ٹھوڑی اور پیچھے ریت میں گاڑ کر پیٹ کے بل آگے کی جانب رینگنے لگا۔ اس شدید مشقت سے میرا سانس بری طرح پھول گیا تھا۔ میرے گھٹنے، پیٹ اور ہاتھ بری طرح شل ہو گئے تھے اور میرے سینے میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اس طرح رینگتے رینگتے اچانک ایک جانماز کا چٹائی کا ایک کونہ میرے ہاتھ میں آگیا اور وہ چٹائی ایک کھجور کے درخت کے نیچے بچھی ہوئی تھی اور حضور اکرم ﷺ اس پر دو زانو تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ میری جانب دیکھا اور میں اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔

اس واقعہ کو رونما ہوئے کم و بیش پچپن برس گزر چکے ہیں۔ زندگی کا یہ نصف صدی پر محیط عرصہ میں نے اس خواب والی مشکل و مشقت کی بجائے نہایت آرام و آسائش اور ناز و انبساط سے عبور کیا۔ خواب میں سرور دو عالم ﷺ کے جانماز کا کونہ اپنے ہاتھ سے چھو لینے کے بعد مجھے یہ فکر دامن گیر ہو گئی کہ اب اگر میں نے خود نماز کی پابندی اختیار نہ کی تو یہ ایک بیٹھے بٹھائے نعمت عظیمہ کا کفران ہوگا۔

۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں فیئر ویو نام کی ایک دو منزلہ کوٹھی میں ایک میٹنگ کے نتیجہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ اس میٹنگ میں علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی بھی شامل تھے۔ بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیر الدین محمود نے کر ڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس شرانگیز پروپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ "نبی" کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر سوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کشمیر کے متعلق اس تحریک کی اعانت اور سرپرستی فرمانا شروع کر دی جو مجلس احرار نے بطور خود نہایت جوش و خروش سے شروع کر رکھی تھی۔

علامہ اقبال کی سرپرستی میں تحریک کشمیر کی راہنمائی مرزا بشیر الدین محمود کی کشمیر کمیٹی سے نکل کر مجلس احرار میں آگئی تو قادیانیوں نے متوازی خطوط پر اپنی کمیٹی چلانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن احراریوں کے مقابلے میں ان کی دال نہ گل سکی۔ ریاست میں بڑھتے ہوئے ایجی ٹیشن میں انہیں غالباً اپنے اس خواب پریشاں کی تعبیر نظر آنے لگی۔ لیکن مجلس احرار نے ان کی یہ امنگیں اور آرزوئیں خاک میں ملا دیں۔

دینی مدارس کے خلاف سازش کی نئی لہر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قیام پاکستان سے اب تک افسر شاہی کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ دینی مدارس کو یا تو سرے سے ختم کردیا جائے یا کم از کم انہیں سرکاری تحویل میں لے کر ان کی موجودہ افادیت کو ختم کردیا جائے۔

موجودہ حکومت نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ "فرمان شاہی" جاری کیا کہ دینی مدارس کو نئی رجسٹریشن نہ دی جائے اور جو مدارس رجسٹرڈ ہیں ان کی رجسٹریشن کی تجدید نہ کی جائے چنانچہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء کے اخبارات میں ہے۔

"دینی درسگاہوں کی نئی رجسٹریشن پر پابندی عائد کردی گئی"

"پورے ملک میں قائم دولاکھ سے زائد دینی درسگاہوں کے بارے میں چھان بین کے احکامات جاری کردیئے گئے"۔

"لاہور ۲۲ ستمبر (این این آئی) وزارت داخلہ نے ملک بھر میں دینی درسگاہوں کی نئی رجسٹریشن پر پابندی عائد کردی ہے اور چاروں صوبوں میں پہلے سے قائم پرانے دولاکھ سے زائد دینی درسگاہوں کے بارے میں چھان بین کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ وزارت داخلہ کے ایک مراسلے کے مطابق رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ شدہ تمام دینی اداروں اور درسگاہوں کے بارے میں تحقیقات کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ مراسلے میں چاروں صوبائی رجسٹرار جوائنٹ اسٹاک کمپنیز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسی نئے دینی ادارے یا دینی مدرسے کی رجسٹریشن نہ کریں اور تاحکم ثانی کسی کی رجسٹریشن کی تجدید بھی نہ کریں۔ مراسلے کے ذریعے چاروں صوبائی انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس بات کی چھان بین کریں کہ کون سا ادارہ کس ملک سے امداد لے رہا ہے اور ان میں سے کون سے ادارے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے میں ملوث ہیں"۔ (روزنامہ امن کراچی ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

دینی مدارس کی اصلاح اور ان پر کنٹرول حاصل کرنے ان کی افادیت ختم کرنے اور ان کی آزادی سلب کرنے کا منصوبہ کوئی نیا نہیں بلکہ سابقہ ادوار میں بھی اس پر غور ہوتا رہا ہے اور سرکاری افسران کا لادین طبقہ ہمیشہ سے دینی مدارس کی آزادانہ کارکردگی کو تشویش کی نگاہوں سے دیکھتا اور ان کو بدنام کرنے کے لئے تدابیر سوچتا اور منصوبے بناتا رہا۔ چنانچہ مختلف اوقات میں متعدد بار ایسی کوششیں کی جاچکی ہیں۔ اس سلسلہ کی سب سے پہلی کوشش ایوب خاں کے دور میں کی گئی جس کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت مولانا لطف اللہ پشاوری "لکھتے ہیں۔

"سکندر مرزا کے زمانہ میں پاکستان میں مغرب زدہ لوگوں کا طوطی بولتا تھا، حکومت کے ارباب حل و عقد پر بھی ہمیشہ اسی طبقہ کا اثر رہا۔ ان لوگوں کو یہ تکلیف تھی کہ حکومت جو بھی تجدد پسندانہ نئی حکمت عملی تجویز کرے، اس کے لئے صرف علماء کا طبقہ سنگ راہ بن جاتا ہے۔ مولانا نور الحق صاحب سابق ڈین اسلامیہ کالج پشاور نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ ایک دفعہ سابق ڈین اسلامیہ کالج پشاور نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ ایک دفعہ سابق صدر ایوب خان نے مجھ سے کہا۔

تیونس، مراکش، مصر، شام کسی جگہ بھی علماء حکومت کے خلاف دم نہیں مارسکتے محکمہ اوقاف نے سب کو بند کر رکھا ہے ایک پاکستان ایسا ملک ہے کہ حکومت کچھ کرتی ہے تو کراچی سے پشاور تک علماء اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کردیتے ہیں اور ملک میں ایک ہل چل پیدا ہوجاتی ہے۔ تم مصر جاؤ اور وہاں جاکر جائزہ لو کہ حکومت مصر نے کس ترکیب سے علماء کو پابند رکھا ہے۔ پاکستان میں بھی علماء کو پابند کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کرو"۔

(بینات رجب ۱۴۰۵ھ ص ۵۰)

۱۹۷۹ء میں دوسری بار صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بھی اس سلسلہ کی کوشش کی گئی کہ کسی طرح ان مولویوں پر کنٹرول حاصل کیا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں "قومی کمیٹی برائے دینی مدارس" قائم کی گئی جس میں ہوشیاری اور چالاکی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ دینی مدارس سے ہمیں بہت ہی زیادہ خیر خواہی اور تعلق ہے اور ان کے نظام تعلیم اور اخراجات کے سلسلہ کی تمام مشکلات کو دور کرنا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو بینات رجب ۱۴۰۵ھ)

لیکن بحمد اللہ یہاں بھی حکومتی کارندوں کو ناکامی ہوئی اور اسے تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر مسترد کردیا۔

یوں ضیاء الحق مرحوم کے ذریعہ بھی لادین طبقہ کا دینی مدارس پر کنٹرول کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

بے نظیر حکومت کے "بے نظیر" دور میں دینی مدارس کے خلاف اٹھائی گئی اس تحریک کا بھی وہی حشر ہوگا جو ان کے پیشروؤں کے منصوبوں کا ہوچکا ہے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے دین، اہل دین اور دینی مدارس کے خلاف نہایت منفی، زہریلا پروپیگنڈا کرکے دین اور اہل دین اور دینی مدارس کو بدنام کرنے کی ناپاک سازشیں کی جارہی ہیں۔ اصل میں لادین طبقہ اپنی مسلسل ناکامیوں سے یہ سمجھنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بے حیائی اور بے دینی اور الحاد و زندقہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علماء حق اور مدارس دینیہ ہیں۔

جب ان مدارس پر کنٹرول حاصل کرلیا جائے گا تو یہ علماء بے دست و پا ہوکر مجبور ہوجائیں گے، ان کے پاس جب مدارس کی رجسٹریشن نہ ہوگی تو عوام انہیں بغیر رسید کے کوئی چندہ وغیرہ نہیں دیں گے اور نہ ہی کوئی اور تعلون کی شکل باقی رہے گی بلکہ ان کے مراکز چھن جائیں گے تو انہیں حسب خواہش چلایا جاسکے گا۔۔۔۔۔۔ لیکن یہ ان کی بھول ہے۔۔۔۔۔ اس کے لئے ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے ایوبی دور کے ڈین صاحب کے وہ الفاظ نقل کرنا چاہیں گے جو انہوں نے ایوب خان کو مدارس دینیہ پر قبضہ کرنے کے منصوبے کے نقصانات کے ضمن میں کہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا لطف اللہ پشاوری "لکھتے ہیں۔

"صدر ایوب نے جب اس منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے تمام مدارس عربیہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ڈین صاحب نے ان سے کہا کہ مصر اور پاکستان کے حالات مختلف ہیں، ہماری سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر ہم مدارس کو حکومت کے قبضے میں لے لیں تو مولانا محمد یوسف بنوری جیسے علماء مدارس کے بجائے مسجدوں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیں گے۔ عرب ممالک میں تو عوام کو مدارس کے لئے چندہ دینے کی عادت نہیں مگر پاکستان میں ایسے علماء ہیں کہ اگر انہوں نے مساجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا تو عوام اور مخلصین ان کو بغیر رسید کے چندے دیں گے اور مسجدوں میں پھر سے نئے آزاد مدرسے قائم ہوجائیں گے۔ حکومت کے سرکاری مدارس میں دینی علوم پڑھنے کے لئے کوئی نہیں آئے گا، اس طرح ہمارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا"۔ (بینات رجب ۱۴۰۵ھ ص ۵۱، ۵۲)

اس لئے ارباب حکومت کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن ختم کرنے پر مدارس ختم ہوجائیں گے۔

لہٰذا حکومت کے بزرجمہروں کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی فکری صلاحیتوں کو کسی صحیح اور مثبت سمت میں صرف کریں۔ اسلام اور مراکز اسلام اور علماء کرام سے نکرنہ لیں بلکہ علماء کرام کو آزادانہ طور پر دین اور اسلام کی ترویج کا کام کرنے دیں ورنہ اس کے اثرات خود آپ اور آپ کی حکومت کے حق میں بہتر ثابت نہیں ہوں گے۔

اسی طرح حضرات علماء کرام کی خدمت میں بھی مؤدبانہ گزارش کریں گے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی متفقہ لائحہ عمل تجویز کریں کہ جس سے ارباب حکومت کی یہ غلط فہمی دور ہوجائے کہ ہم یا ہمارے مدارس یا اشاعت علوم دینیہ کسی شخصیت، ادارہ اور کسی کی امداد پر موقوف ہیں۔

(ماہنامہ بینات کراچی)

محمد صلاح الدین (مرحوم) بانی ہفت روزہ تکبیر

اسلامی نظام تعلیم و تربیت میں ذرائع ابلاغ کا کردار

۱۶ر اگست کو اسلامک کلچرل سینٹر ریجنٹ پارک لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کے دوسرے سالانہ تعلیمی سیمینار سے مدیر تکبیر جناب محمد صلاح الدین کا خطاب

دنیا میں اور تاریخ کے کسی عہد میں، ایسا کوئی انسانی معاشرہ کہیں نہیں پایا گیا جس کی زندگی کسی نہ کسی نظام فکر و عقیدہ پر مبنی نہ رہی ہو اور جس میں اس فکر و عقیدہ کے اظہار و ابلاغ کی کوئی نہ کوئی صورت موجود نہ رہی ہو۔ انسانی زندگی کا آغاز تخلیق آدمؑ کے واقعہ سے ہوا۔ آدمؑ کے پیکر خاکی میں جان پڑتے اور شعوری زندگی کا آغاز ہوتے ہی دو صفات کا ظہور ہوا۔ ایک اپنے خالق کی موجودگی کا احساس و اعتراف اور دوسرے اس کے عطا کردہ علم کے اظہار کے لئے قوت گویائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ، آدمؑ اور فرشتوں کے درمیان جو تبادلہ خیال ہوا اس میں گفتگو(Dialogue) پہلا ذریعہ ابلاغ (Medium of communication) بنی۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے جوڑے کی صورت میں جنت کے اندر جس معاشرتی زندگی کا آغاز کیا گیا اس کے لئے جائز اور ناجائز، حلال اور حرام، مباح اور ممنوع اور معروف اور منکر کی صراحت پر مبنی ایک ضابطہ حیات دیا گیا اور اقدار(Values) کا شعور بخشا گیا۔ ابلیس کے ساتھ کشمکش کا آغاز انہی اقدار کے تحفظ کے سلسلہ میں ہوا۔ گویا انسان کو جو پہلا چیلنج درپیش ہوا وہ جان اور مال کے تحفظ کا نہ تھا، اقدار حیات کے تحفظ کا تھا اور اس میں ناکامی نے اسے جنت کی راحتوں اور نعمتوں سے محروم کرکے اس کانٹوں بھری دنیا میں لا پھینکا اور یہاں بھی شرط یہ عائد کی گئی کہ انہی اقدار کی حفاظت میں کامیابی حاصل کی تو جنت گم گشتہ دوبارہ تمہارا مسکن بن سکتی ہے اور اس میں ناکام رہے تو پھر جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہنا تمہارا مقدر ہوگا۔ سورۃ بقرہ کی آیات ۳۱ تا ۳۵ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے :

"ہم نے آدمؑ سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہوگے۔ آخرکار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص مدت زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔ اس وقت آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کرلیا۔ کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ، پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

ان آیات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اولین انسان نے اس دنیا میں جہل کی تاریکی میں نہیں بلکہ علم و شعور کی روشنی میں اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی انسان کے لئے دشمنی کا جذبہ لے کر ابلیس بھی یہاں نازل ہوا تھا۔ اب ان کے درمیان ازل سے جو جنگ چلی آرہی ہے اور جو ابد تک جاری رہے گی، وہ یہ ہے کہ ابلیس انسان کو احکام الٰہی کی پابندی و پیروی کی راہ سے ہٹانے پر لگا ہوا ہے اور انسان وحی کے ذریعہ ملنے والی ہدایات کی روشنی میں اطاعت و فرمانبرداری کی زندگی بسر کرنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ تاریکی اور روشنی کے درمیان اس کشمکش کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے :

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ ان کا حامی و مددگار ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔" (بقرہ : ۲۵۷)

ان آیات سے بھی واضح ہوجاتا ہے کہ اسلامی اقدار سے ہماری مراد کیا ہے۔ اسلامی اقدار زندگی کی وہ قدریں ہیں جو ہمیں وحی کے ذریعہ بھیجی جاتی رہیں اور جن کی تکمیل آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ کی گئی۔ قدر درحقیقت انسانی اعمال و کردار کی جانچ پرکھ کے پیمانوں کا نام ہے۔ دنیا کی تمام ٹھوس، مائع، گیس اور دیگر مادی اشیاء کے طول و عرض، وزن اور حجم وغیرہ کے لئے ہم مختلف اوزان و پیمانہ جات استعمال کرتے ہیں۔ قدر(Value) وہ پیمانہ ہے جس سے ہم انسان کے کردار کی صفات کو ناپتے اور اس کے بارے میں اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ ایک مرکز حوالہ (Point of reference) یا ایک کسوٹی ہے جس کے ذریعہ کردار کا وزن اور کھرا پن جانچا جاتا ہے۔

کوئی انسانی معاشرہ اچھے اور برے کی تمیز یا صحیح اور غلط کے شعور سے عاری نہیں ہوتا۔ یہ برے بھلے کی تمیز اخلاقی اقدار ہی کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ یہ اقدار کہاں سے آئی ہیں اور کس طرح انسان کے شعور و ادراک کا حصہ بنی ہیں؟ اس کے بارے میں فلسفیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ انسانی شعور کے ارتقاء کا نتیجہ ہیں، مگر قرآن حکیم ہم پر واضح کرتا ہے کہ یہ انسان کی فطرت کا لازمی حصہ ہیں اور اس کی تخلیقی اسکیم کا بنیادی جزو ہیں۔ جب یہ کہا گیا کہ و علم ادم الاسماء کلھا (بقرہ : ۳۱) ہم نے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے تو اس سے مراد محض تعارف اشیاء نہیں، خواص اشیاء، زندگی میں ان کی حیثیت و اہمیت، زندگی سے ان کے تعلق، انسانی زندگی پر ان کے برے اور اچھے اثرات اور ان کے استعمال سے متعلق جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی حدود سب ہی، اشیاء کے نام سکھانے کے مفہوم میں شامل ہیں۔ انسان کو جس احسن تقویم پر پیدا کیا گیا وہ بہترین جسمانی ہیئت و ساخت ہی تک محدود نہیں، اس کا شعوری وجود بھی اس میں شامل ہے۔ تخلیق آدمؑ کے بعد ہدایت آدمؑ کا جو اہتمام نزول وحی کی صورت میں کیا گیا اس میں انبیاء، ان کے ساتھ اتاری جانے والی کتب اور معجزات کے علاوہ ایک چیز میزان بھی ہے۔ سورۃ الحدید میں ارشاد ہوا :

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔" (الحدید : ۲۵)

یہ میزان جو لوازمات عدل میں شامل کی گئی ہے، تاجر کی ترازو نہیں ہے بلکہ وہ میزان خیر و شر ہے جو انسان کے نفس میں نصب کردی گئی ہے۔ اسے ہم ضمیر بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک ناخواندہ فرد کے اندر بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح کسی عالم اور فاضل کے اندر۔ یہ ہر لمحہ ایک ایک نیت، ارادے، عزم اور عمل کے بارے میں فیصلہ کرتی اور قلب و ذہن پر دستک دے کر ٹوکتی جاتی ہے کہ نیت و ارادہ درست اور عدل پر مبنی ہے یا غلط اور ظلم پر مبنی، کوئی عمل خیر کے پیمانوں پر پورا اترتا ہے یا شر اور فساد کے زمرے میں آتا ہے۔ نفس انسانی کے اندر پیوست یہی وہ میزان ہے جس کے بارے میں سورۃ الشمس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور دس اشیاء پر مشتمل طویل ترین قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ۔

"اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا اور پھر اس کی بدی اور اس کی نیکی دونوں اس پر الہام کردی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے کچل کر رکھ دیا۔" (۷)

ان آیات سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن نے نیکیوں کو "معروف" اور برائیوں کو "منکر" کیوں کہا ہے۔ ان اصطلاحات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی

گوشے میں آباد اور کسی بھی عہد میں زندگی بسر کرنے والا انسان' خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ' فطرتاً" نیکی اور بدی کا ایک مشترکہ شعور رکھتا ہے۔ دیانت' امانت' عدل' احسان' تحمل' بردباری' شفقت' محبت' شجاعت' پاکیزگی اور صداقت کو ہر انسانی معاشرے میں اقدار خیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے اور بے ایمانی' خیانت' ظلم' زیادتی' بے صبرے پن' چھچھورے پن' عداوت' قساوت' بزدلی' غلاظت' جھوٹ اور دھوکے بازی کو ہر جگہ شر اور ممنوعات میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جنہیں ہم اسلامی اقدار کہتے ہیں وہ در حقیقت انسانی اقدار اخلاق ہیں۔

خیر و شر میں تمیز اور ان کے ترک و اختیار پر قدرت ہی وہ بنیادی صفت ہے جو انسان کو دوسری ذی حیات مخلوقات سے ممتاز کرتی اور اسے اشرف المخلوقات کے بلند مرتبے پر فائز کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان ایک اخلاقی وجود قرار پاتا ہے جبکہ دوسری تمام مخلوقات جبلی کردار کے تابع ایک لگے بندھے ضابطے کے مطابق زندگی گزارتی ہیں۔ انسان کا یہ اخلاقی وجود ہی ہے جس کی تعلیم و تربیت' تزکیہ و رہنمائی اور حفاظت و سلامتی کے لئے انبیاء کو مبعوث کیا گیا۔ کتابیں نازل کی گئیں۔ صحیفے اتارے گئے اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ اس تعلیم و تزکیہ کی تکمیل کی گئی۔ حضور اکرم ﷺ کے مشن کا تعارف کراتے ہوئے قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ۔

"ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول' بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے' تمہارا تزکیہ نفس کرتا ہے' تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم جانتے نہ تھے۔" (بقرہ : ۱۵۱)

گویا تزکیہ نفس اور تطہیر اخلاق ہی وہ اصل کام ہے جس کے لئے حضور اکرم ﷺ اور آپؐ سے قبل کے تمام انبیاء کو مبعوث فرمایا گیا۔ معمار حرم ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ نے اسی کام کے لئے دعا فرمائی تھی کہ۔

"اے ہمارے رب' ان لوگوں میں خود انہی کے درمیان سے ایک رسولؐ اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے' ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ نفس کرے۔ تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔" (بقرہ : ۱۲۹)

اس مقتدر اور حکیم ہستی نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول فرمائی اور اس سے قبل کی محولہ بالا آیت میں جو اب دعا کے طور پر حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا ذکر عین اسی مشن کی صراحت کے ساتھ کیا جس کی تمنا حضرت ابراہیمؑ نے ظاہر فرمائی تھی۔ خود حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اپنا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

"مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

یعنی تعمیر اخلاق کا جو کام حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک مختلف انبیاء کرامؑ کرتے چلے آرہے ہیں' میں اس کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

اس پورے پس منظر میں اسلامی اقدار کے فروغ و تحفظ کا مطلب یہ ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے انسانی معاشرے کو اخلاق کی جس بلند سطح پر پہنچایا اور چھوڑا تھا' وہ ہمارا آئیڈیل رہے اور خود حضور ﷺ کی ذات اقدس جسے قرآن نے اسوۂ حسنہ قرار دیا' ہماری نگاہوں کا مرکز بنی رہے۔ اسے مسلم معاشرے میں قیامت تک کے لئے مرکز حوالہ (Point Of reference) بنا دیا گیا ہے اور آپ کے بعد مستقبل میں آنے والی تمام اسلامی حکومتوں کے لئے ایک مستقل لائحہ عمل بھی طے کر دیا گیا ہے جو چار بنیادی نکات پر مشتمل ہے :

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم زمین میں اگر تمکن و حکومت عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے' زکوٰۃ ادا کریں گے' نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔"

یہ لائحہ عمل اسلامی ریاست میں تمام ذرائع ابلاغ کی سمت اور ان کے مقصد کا تعین کرتا ہے۔ ابلاغ کے معنی پھیلانے اور پہنچانے کے ہیں۔ اسلام نے طے کر دیا کہ پھیلانے اور پہنچانے کی چیز صرف معروف ہے۔ یہ ان ذرائع کا ایجابی اور فروغی (Positive and Promotive) کردار ہے۔ ان کا سلبی (Negative) اور دفاعی (Defensive) یا حفاظتی (Protective) کردار یہ ہے کہ منکرات کو دبانے اور مٹانے کا فریضہ انجام دیں۔ اسلامی اقدار پر جس سمت سے کوئی حملہ ہو' اس کا منہ توڑ جواب دیں۔ گویا فروغ خیر اور انسداد شر ان کا بنیادی کام ہے۔

ان ذرائع کو بالعموم رسمی (Formal) اور غیر رسمی (Unformal) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تعلیم کو رسمی اور دیگر تمام سمعی و بصری ذرائع کو' جو نظام تعلیم کے دائرہ سے باہر واقع ہوں' غیر رسمی ذرائع میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تقسیم کسی بین الاقوامی اصول یا ضابطہ پر مبنی نہیں ہے۔ سیکولر معاشروں میں نظام تعلیم اور اخبارات و جرائد' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع میں باہم کوئی ربط و تعلق نہیں ہوتا۔ مذہب اور سیاست کی دو عملی کے زیر اثر نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ بھی دو مختلف دائروں میں گردش کرتے نظر آتے ہیں لیکن ایک نظریاتی ریاست میں رسمی اور غیر رسمی ذرائع کے درمیان ایک ربط و ہم آہنگی پائی جاتی ہے' بڑی حد تک یک رنگی دکھائی دیتی ہے۔ جو کچھ نصابی کتب کے ذریعہ کلاس روم میں پڑھایا جاتا ہے اسی کی تعلیم لٹریچر' اخبارات و جرائد' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ تناقض اور تضادات سے مجموعی فضا کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کردار سازی میں تعمیر و تخریب کا عمل ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ معاشرہ جس فلسفہ حیات پر قائم ہے' اسے ہر ذریعہ ابلاغ ذہن میں بٹھانے اور کردار و عمل کا جزو بنانے کی بڑی مربوط اور منظم کوشش کرتا ہے۔ اسی کے نتیجے میں کردار کی یکسانیت اور فکر کی یک جہتی ابھرتی اور افراد قوم کو متحد کرتی اور ایک دوسرے کا معاون بنا دیتی ہے۔

اسلام بھی اپنے زیر اقتدار معاشرے میں تمام ذرائع ابلاغ کو مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی صبغۃ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگ دینے پر مامور دیکھنا چاہتا ہے۔

اسلامی اقدار ایک اعلیٰ اخلاقی کردار کا جزو اور اس کی تشکیل کا ذریعہ ہیں۔ یہ اسی صورت میں پروان چڑھ سکتی ہیں جب آنکھوں کے اشارے ہوں یا جسم کی حرکات' قلم اور برش کی نوک ہو یا کیمرے کی آنکھ' ریڈیو کی آواز ہو یا ٹی وی اسکرین' اخبارات کے صفحات ہوں یا رسالوں کے ٹائیٹل' افسانے اور ناول ہوں یا ڈرامے اور نغمے' خبروں کے متن ہوں یا ان کی سرخیاں' ان سب پر معروف اور منکر کا قرآنی ضابطہ اخلاق نافذ ہو اور رسمی و غیر رسمی تمام ذرائع ابلاغ اس مقصد کے تابع ہوں جس کی خاطر انبیاء کو مبعوث کیا گیا' یعنی تعمیر و تشکیل اخلاق اور تزکیہ نفس۔ خالص تفریحی پروگرام بھی اس سے مستثنیٰ نہ ہوں۔ آخر عہد نبویؐ' دور خلافت راشدہ اور بعد کے زمانوں میں زندگی کی تمام سرگرمیاں لطائف' تفریحات اور جمالیاتی اظہار کی مختلف صورتوں سے خالی نہیں تھیں۔ وہ جاری و ساری رہی ہیں پھر آج اسے خارج از امکان کیوں سمجھ لیا گیا ہے؟

جس طرح ایک بد اخلاق شخص تطہیر اخلاق اور تزکیہ نفس کا کام انجام نہیں دے سکتا' اسی طرح بے مہار ذرائع ابلاغ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اسلامی اقدار کے فروغ و تحفظ کا کام انجام دے سکیں۔ اس نے خود ان ذرائع کے لئے ایک ضابطہ اخلاق مقرر کیا ہے۔ جس کی پابندی کے بغیر وہ مثبت اور تعمیری کردار ادا نہیں کر سکتے۔ اس ضابطہ اخلاق کے چند بڑے بڑے اصول یہ ہیں :

ا۔ حق گوئی

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتے داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب' اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہٰذا تم اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹو۔ اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔" (النساء : ۱۳۵)

۲۔ شہادت حق

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ' جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔" (البقرہ : ۲۸۳)

۳۔ کتمان حق سے گریز

"باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جان بوجھ کر حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو۔" (البقرہ : ۴۲)

"اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کے ذمہ اللہ کی

طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے۔ اللہ تمہاری حرکات سے غافل تو نہیں ہے۔" (البقرہ : ۱۴۰)

۴۔ صاف اور سیدھی بات

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' صاف اور کھری بات کیا کرو۔" (الاحزاب : ۷۰)

۵۔ بھلی بات

"اور لوگوں سے ہمیشہ بھلی بات کیا کرو۔" (البقرہ : ۸۳)

۶۔ دعوت بطریق احسن

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے سے جو ہر لحاظ سے بہترین ہو۔" (النحل : ۱۲۵)

۷۔ بہترین انسدادی تدبیر

"برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو تمہارے نزدیک بہترین ہو۔" (المومنون : ۹۶)

۸۔ بدی کے بدلے نیکی

"نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔" (حم السجدہ : ۳۴)

۹۔ امر بالمعروف' نہی عن المنکر

"تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں' بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔" (آل عمران : ۱۰۴)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور (ایسا اس لئے کرتے ہو کہ) تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (آل عمران : ۱۱۰)

۱۰۔ احترام آدمیت

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' نہ مرد ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔" (الحجرات : ۱۱)

۱۱۔ غیبت سے گریز

"اور تم ایک دوسرے کی برائی پیٹھ پیچھے نہ کیا کرو۔" (الحجرات : ۱۲)

۱۲۔ بدگمانی سے پرہیز

"گمان کرنے سے پرہیز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔" (الحجرات : ۱۲)

۱۳۔ خواتین کے معاملے میں خصوصی احتیاط

"جو لوگ پاک دامن' بے خبر' مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں' ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ وہ اس دن کو نہ بھول جائیں جب ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ انہیں بھرپور بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا۔" (النور : ۲۳تا۲۵)

۱۴۔ شرط تحقیق

"اس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے جب تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے چلے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات تھی۔" (النور : ۱۵)

"اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔" (الحجرات : ۶)

۱۵۔ نجی زندگی کا تحفظ

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیجو' یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے' توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو موجود نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے پاکیزہ طریقہ ہے۔" (النور : ۲۷۔۲۸)

۱۶۔ کھوج کرید سے گریز

"اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔" (الحجرات : ۱۲)

۱۷۔ فحاشی اور بے حیائی سے گریز

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ کے اندر فحاشی پھیلے' وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔" (النور : ۱۹)

"اور فحاشی کے قریب ہرگز نہ پھٹکو خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی۔" (انعام : ۱۵۱)

"اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان کے جسم پر سے اتروا دیئے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔ وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔" (الاعراف : ۲۷)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا' وہ اسے فحاشی اور بدی پھیلانے کا حکم دے گا۔" (النور : ۲۱)

"شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا اور فحاشی پھیلانے کا حکم دیتا ہے۔" (البقرہ : ۲۶۸)

۱۸۔ نیکی میں تعاون

"نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔" (المائدہ : ۲)

۱۹۔ بدی میں عدم تعاون

"اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں' ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ صرف اللہ سے ڈرو' اس کی سزا بہت سخت ہے۔" (المائدہ : ۲)

۲۰۔ مذہبی دل آزاری سے گریز

"یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں' انہیں گالیاں نہ دو۔" (الانعام : ۱۰۸)

۲۱۔ اظہار خیال میں شائستگی

"اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن طریقے سے۔" (العنکبوت : ۴۶)

یہ ضابطہ اخلاق قرآنی آیات سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں احادیث نبوی اور اقوال خلفائے راشدین و صحابہ کرامؓ کو بھی شامل کر لیا جائے تو ایک نہایت مفصل اور جامع ضابطہ مرتب کیا جا سکتا ہے جس کی حدود میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ ہی اسلامی اقدار کے فروغ و تحفظ کے ضامن بن سکتے ہیں۔ یہ بات کہ اسلام کن اقدار کا فروغ و ابلاغ چاہتا ہے اور کن چیزوں کا انسداد و سدباب' کوئی تحقیق طلب مسئلہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ اور ہر خواندہ و ناخواندہ فرد اس سے بخوبی واقف ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کو ان کا تابع اور پابند کیسے بنایا جائے؟

اس وقت اپنے کنٹرول کے لحاظ سے ذرائع ابلاغ تین دائروں میں منقسم ہیں۔ سرکاری دائرہ' نجی اداراتی دائرہ اور نجی انفرادی دائرہ۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن اور حکومت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے تمام اخبارات و جرائد سرکاری کنٹرول میں ہیں۔ نجی اداروں کے تحت شائع ہونے والے اخبارات و جرائد پالیسی کے لحاظ سے اپنے مالکان کے کنٹرول میں ہیں۔ تیسرا دائرہ جو سرکاری کنٹرول سے یکسر آزاد ہے یا آزاد رکھا گیا ہے' نجی کاروبار اور نجی رجحانات و میلانات اور ذوق و پسند کا وہ دائرہ ہے جس میں وی سی آر اور سمعی و بصری کیسٹوں' تصاویر اور کارڈوں کی فراوانی ہے اور جس نے اخلاقی زوال و انحطاط کو پستی کی انتہا پر پہنچا دیا ہے۔ ہمارے گھروں میں اسلامی اقدار و اخلاق کی تباہی اور فحاشی و

بے شری کے فروغ میں ان ذرائع ابلاغ کا کردار سب سے نمایاں اور انتہائی تشویش ناک ہے۔ بظاہر یہ ذرائع "ذرائع ابلاغ" (Mass Communication) کی تعریف میں نہیں آتے لیکن ان کا دائرہ گھر سے نکل کر چونکہ محلہ کی سطح تک دراز ہو چکا ہے اور ایک ایک فلم کو دیکھنے والوں کی تعداد سینما گھروں کے تماش بینوں کی تعداد کے مساوی ہو گئی ہے' اس لئے یہ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ذریعہ ابلاغ بن چکا ہے اور پورے معاشرے کی اجتماعی صورت گری میں اس کے اثرات بہت ہمہ گیر ہیں۔ اس لئے اسے نجی دائرہ تک محدود سمجھنا درست نہیں ہے۔ ہم اپنے شہروں' قصبوں اور دیہات میں اگر آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی دوکانوں کا سروے کریں' ملک میں وی سی آر کی مجموعی تعداد معلوم کریں اور ان کے سامعین و ناظرین کی تعداد جان سکیں تو ہمیں اندازہ ہو گا کہ معاشرے پر اس کی گرفت کتنی وسعت اختیار کر چکی ہے اور بچوں' جوانوں' بوڑھوں' عورتوں اور مردوں کے کردار' ذہنی رویوں اور رجحانات و میلانات میں ان کے ذریعہ کتنی بڑی تبدیلی آچکی ہے۔

مسلم معاشرے کے لئے اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ سرکاری کنٹرول میں کارفرما ذرائع ابلاغ ہوں یا نجی اداروں اور انفرادی دائروں میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ' ان سب پر اباحیت پسند اور رندِ پرست طبقے کا قبضہ ہے جس کے نزدیک اخلاقی اقدار کوئی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ یہ اقدار اس کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی مفادات کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ خام مال اور مشینری کی حد تک سو فیصد اور مواد کی حد تک ہمارا ۹۰ فیصد انحصار بیرونی ممالک پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغربی ثقافت اور تہذیب کے اثرات ایک سیلاب کی صورت میں ہمارے معاشرے کو اپنی زد میں لئے ہوئے ہیں۔ ہمارا نظام تعلیم اور خاندان کے تربیتی مراکز اس کے زیر اثر آخر اپنی اثر انگیزی کھو بیٹھے ہیں۔ اسلامی اقدار کی آبیاری کے لئے جو سازگار ماحول اور رسمی و غیر رسمی ذرائع ابلاغ کا مربوط' ہم آہنگ اور یک جہت تعاون درکار ہے' وہ مفقود ہے۔

اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہمیں مختصر المعیاد اور طویل المعیاد اہداف کے تعین کی ضرورت ہے۔ مختصر المعیاد اہداف میں ایک ایسی تحریک مزاحمت کی ضرورت ہے جو فحاشی اور عریانی کے خلاف تسلسل کے ساتھ جاری رکھی جاسکے اور حکومت' صحافتی و طباعتی اداروں' ناشروں اور کاروباری اداروں پر پورا دباؤ ڈال کر انہیں راہ راست پر لانے کے لئے مجبور کرسکے اور محلہ محلہ تطہیر اخلاق کی مہم چلا سکے۔ طویل المعیاد اہداف میں اس برسر اقتدار گروہ سے نجات پانا شامل ہے جو فحاشی و عریانی کا محافظ و سرپرست اور اسلامی اقدار کی پامالی کا اصل ذمہ دار ہے۔ یہ تبدیلی حکومت اور صالح افراد کے ہاتھوں میں زمام اقتدار کی منتقلی کا مسئلہ ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جانی چاہئے کہ اسلامی اقدار کے فروغ و تحفظ کے لئے ہم ذرائع ابلاغ کو محض وعظ و تلقین سے از خود درست کرلینے پر آمادہ نہیں کرسکتے۔ ●●

معاصرین کا نقطہ نظر

سیکولرزم یا مذہب بیزاری

خود پرستی اور خدا پرستی کا ٹکراؤ اس وقت سے جاری ہے جب ابلیس نے خود پرستی کی بناء پر آدمؑ کو سجدہ کرنے کا خدائی حکم ماننے سے انکار کردیا تھا۔ آدمؑ اور ابلیس' ابراہیمؑ اور نمرود' موسیٰؑ اور فرعون' مصطفیٰ اور ابولہب۔ یہ کشمکش ہر دور میں جاری رہی۔ پھر چراغ مصطفوی تو تاقیامت نور بکھیرنے کے لئے روشن کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر دور کے ابولہب اور ابوجہل اسے پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرتے ہی رہیں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مشعل بردار چراغ مصطفوی بن کر کون اٹھتا ہے؟ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ خدا پرستی کے اعلیٰ و ارفع مقام عبدیت سے جو ایک قدم پھسلا وہ تحت الثریٰ کی پستیوں تک جا پہنچا۔ جس نے خود کو افضل و برتر سمجھا وہ خود پرستی کی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ بدگمان نفس نے کبھی ان چیزوں کی پرستش شروع کردی جو انہیں اپنے آپ سے بڑی محسوس ہوئیں۔ خواہ ان سے خوفزدہ ہو کر یا ان سے مفاد کے حصول کی امید پر۔ تو کبھی مٹی اور پتھر کے بے جان بتوں کو پوجا جانے لگا' پھر اپنی قوم' اپنے وطن کی پرستش شروع ہو گئی۔ یہ ساری پرستشیں' ساری عبادات' خود پرستی ہی کی مختلف اقسام ہیں البتہ آج کے دور میں خود پرستی اپنی خاص شکل میں سامنے آگئی ہے اور اسے انفرادیت یا خود پسندی (Individualism) کے نام سے پیش کیا جارہا ہے۔ ہر شخص "تمہیں اس سے کیا؟" کا اشتہار بنا پھر رہا ہے۔ بظاہر یہ انفرادیت' اشتراکیت (Socialism) کی ضد محسوس ہوتی ہے لیکن آج دراصل جس کو مروج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے وہ ان دونوں کا ملغوبہ ہے یعنی سیکولرزم۔

سیکولرزم کا ترجمہ عموماً "الحاد یا دہریت کیا جاتا ہے جس پر سیکولر حضرات معترض بھی ہوتے ہیں کہ ہم مذہب یا وجود خداوندی کے منکر نہیں۔ ہم تو بس دنیاوی معاملات دنیا کے انداز سے چلانا چاہتے ہیں۔ اجتماعی طور پر ہم مذہب کا نہ انکار کرتے ہیں اور نہ اقرار۔ انفرادی طور پر جو شخص جو بھی نظریہ رکھے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ بات انیسویں صدی کے وسط میں سیکولرزم کو باقاعدہ ایک نظریہ کے طور پر پیش کئے جانے کے وقت ہی سے کہی جارہی ہے حالانکہ جارج جیکب ہولی اوک (۱۸۱۷ء-۱۹۰۶ء) جسے سیکولرزم کا بانی کہا جاتا ہے اس نے چرچ کے مظالم اور تنگ نظری دیکھ کر علی الاعلان الحاد اختیار کیا اور سیکولرزم کا نظریہ پیش کیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس نظریہ کی بنیاد ہی مذہب بیزاری پر ہو وہ مذہب کے ساتھ کیسے چل سکتا ہے؟

قطع نظر اس کے کہ جو معاشرے سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں (مثلاً ہندوستان اور فرانس) وہ لوگوں کو انفرادی طور پر سیکولر سانچے سے مختلف طرز معاشرت اختیار کرنے کی آزادی دے رہے ہیں یا نہیں؟ غور طلب امر یہ ہے کہ خالق و مالک کائنات نے انسانیت کی اجتماعی فلاح کے لئے جو نظام اور قوانین دیئے ہیں ان کی ہر ہر معاملے میں نفی کردی جائے تو یہ دراصل اس ذات حکیم و علیم کو (نعوذ باللہ) تسلیم نہ کرنے کا اعلان ہی تو ہوتا ہے۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انفرادی عبادات کے لئے اسے معبود مان لیا جائے گا۔ اگر اس کے احکامات لائق اتباع نہیں ہیں تو انفرادی طور پر اس کی عبادت کرنے کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے؟ دین و دنیا کی یہ تفریق دراصل وہ لوگ کرنا چاہتے ہیں جو زندگی کا کوئی بالاتر اور اہم مقصد اپنے سامنے نہیں رکھتے۔ بے مقصدیت' خود غرضی' خود پسندی اور لذت پرستی ہی ہمیشہ سے مذہب بیزاری کی بنیاد رہی ہے اور آج بھی ہے۔ اپنے جہل پر اترانا بھی کتنی انوکھی اور عجیب بات ہے کہ اس زندگی کے بعد کیا ہونا ہے؟ ہمیں کچھ نہیں پتا' نہ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو بس اس دنیا میں مگن ہیں اور مگن رہیں گے۔

اس بات پر کچھ احباب شاید معترض ہوں اور کچھ کو اچنبھا ہو لیکن ہے یہ حقیقت کہ دین کا وہ واضح' مکمل اور متحرک تصور جو ہادی برحق ﷺ نے انسانیت کو دیا اس سے بہت زیادہ "دین داری" اختیار کرنا بھی بالواسطہ اور بعض اوقات بلاواسطہ سیکولرزم کی حمایت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ اسی لئے تو محسن انسانیتؐ نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔" کیونکہ دین اسلام اس لئے نہیں آیا کہ وہ دنیا میں جتنی گنجائش کسی نہ کسی طرح نکل سکے اس میں گزارہ کرتا رہے بلکہ رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ وہ اس دین کو تمام طرز ہائے زندگی' تمام ادیان' تمام ازموں اور تمام نظریات پر غالب کردے:

مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے جس کا مقابلہ ہر حال میں بہت ضروری ہے یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے منظور کالونی جامع مسجد مریم میں درس دیتے ہوئے کہی مولانا نے کہا کہ مسلمان کو دین کی وجہ سے غیرت مند ہونا چاہیے کیونکہ جب تک مسلمان غیرت مند نہیں ہوگا اس طرح کے فتنے ختم نہیں ہونگے مولانا نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے خاندان کے دشمن سے تو دوستی نہیں رکھ سکتے لیکن کیا وجہ ہے آج ہم قادیانیوں سے کاروبار کرتے ہیں ان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کسی طرح بھی جائز نہیں لہٰذا ہم مسلمانوں کو اس معاملہ میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے

پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب کا دورۂ بلوچستان

۱۸ اکتوبر بروز منگل حضرت خواجہ خان محمد صاحب ژوب ایئرپورٹ پہنچے تو ایئرپورٹ پر مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے کارکنوں اور عوام الناس نے پرجوش استقبال کیا۔ ایئرپورٹ سے حاجی غلام حیدر صاحب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ کھانا وہیں تناول فرمایا۔ اسی روز وہاں سے لورالائی کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں قلعہ سیف اللہ مقام پر عبدالغنی غوریزئی کچھ دیر رک کر لورالائی کی طرف روانہ ہوگئے اور لورالائی شہر کے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جناب حضرت کا مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے اراکین اور سپاہ صحابہؓ کے ضلعی رہنما اور دیگر اہل لورالائی نے استقبال کیا۔ ۱۸ر اکتوبر کو عشائیہ ڈاکٹر شیر زمان نے دیا اور ڈاکٹر صاحب کے ہاں آرام فرمایا۔ ۱۹ر اکتوبر کو لورالائی شہر کے وسط میں عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم میں ایک عظیم الشان اور سالانہ جلسہ دستار بندی میں شرکت فرمائی۔ اس سالانہ جلسہ میں دور دراز سے آئے ہوئے علماء نے شرکت فرمائی جس میں مولانا اللہ داد صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد ژوب اور دکی سے مولانا محمد دین صاحب سنجاوی سے حضرت مولانا غلام اخند زادہ صاحب شامل تھے۔ جلسہ سے علماء نے خطاب کیا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی فرمائی اور آخر میں حضرت صاحب نے دعا فرمائی۔ حضرت کے دعا کے دوران اٹھائے ہوئے ہاتھوں میں حضرت مولانا سعد الدین صاحب دنیا سے رخصت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہاں پر موجود علماء کرام نے فرمایا کہ یہ شخص بہت ہی اچھا اور متقی آدمی تھا اور جلسہ کے اختتام پر نیک داد صاحب کے ظہرانہ میں شرکت فرمائی۔ حضرت مدظلہ کے قیام کے لئے حاجی باز محمد صاحب کا مہمان خانہ مخصوص کیا گیا تھا۔ نماز ظہر ادا کی۔ بعد نماز عصر دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ نماز مغرب تک حضرت کے مریدوں کا جم غفیر تھا۔ ۲۰ر اکتوبر کو شہر کے وسط میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی جنرل سیکریٹری حاجی محمد اشرف خواجہ خیل کے صاحبزادہ سپاہ صحابہؓ کے مرکزی سالار اعلیٰ حضرت مولانا نیاز الرحمٰن حیدری صاحب کے مدرسہ عربیہ اشرفیہ میں حفظ اور ناظرہ قرآن پاک فارغ طلباء کے دستار بندی کے لئے تشریف لے گئے۔ مدرسہ کی مختصر تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت استاذ مکرم حضرت قاری محمد دین صاحب نے کی اور اس تقریب کی صدارت پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے کی اور بعد میں سپاہ صحابہؓ بلوچستان کے صوبائی صدر حضرت مولانا نیاز محمد ناطق بالحق نے قرآن پاک کی فضیلت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مدرسہ عربیہ اشرفیہ کے مہتمم سپاہ صحابہؓ کے مرکزی سالار اعلیٰ مولانا نیاز الرحمٰن حیدری صاحب نے تحفظ ختم نبوت اور سپاہ صحابہؓ کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور دیگر علماء کی تشریف آوری پر ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ بعد میں حضرت صاحب نے مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی اور مدرسہ عربیہ اشرفیہ میں شہر کے معززین اور عوام نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اس کے بعد حضرت اپنی قیام گاہ پر گئے۔ وہاں پر مجلس ذکر کا ایک بہت بڑا حلقہ تھا۔ اگلے روز صبح دس بجے براستہ مرغہ کبزئی ژوب روانہ ہوگئے۔ راستہ میں مولانا محمد ابراہیم کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بروز بروز ہفتہ ۲۲ر اکتوبر صبح دس بجے ژوب روانہ ہوگئے اور بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد ژوب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ جس میں مقامی علماء کرام اور مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے رہنما اور مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے نائب امیر مولانا آغا محمد نے خطاب فرمایا۔

مساجد پر حملوں کے ذمہ داروں کو گرفتار کیا جائے‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے رہنماؤں کا مطالبہ

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حاجی بلند اختر نظامی‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ حاجی طارق سعید خان نے ایک مشترکہ اخباری میں مساجد میں آئے روز دھماکوں میں بے گناہ نمازیوں کی المناک شہادت‘ کسی بھی بم دھماکہ کے ملزموں کی گرفتاری میں ناکامی پر کہا کہ جو حکومت خانہ خدا کی حفاظت نہیں کرسکتی اسے حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت کی قادیانیت نواز پالیسی‘ مسلمانوں کو مساجد و مدارس سے بدظن کرنا‘ ملزموں کو گرفتار نہ کرنا اس بات کا مظہر ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس میں ملوث ہے۔ مسلمان رہنماؤں کے قتل پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت جرات مند‘ بہادر‘ شعلہ بیان‘ خطباء کو راستے سے ہٹانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ مجلس کے راہنماؤں نے ڈی ایس پی آفس کی مسجد میں بم دھماکہ کو پنجاب پولیس کے چہرہ پر بدنما داغ قرار دیتے ہوئے ملزموں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ نیز شہداء کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

حاجی بشیر احمد بہاولپوریؒ انتقال کرگئے

بہاولپور (نمائندہ خصوصی) دارالعلماء چوک بازار کے مالک حاجی بشیر احمد انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم زندہ دل انسان تھے۔ بیعت کا تعلق امام الاولیاء حضرت لاہوری قدس سرہ سے تھا۔ گھنٹوں حضرت لاہوریؒ کے ایمان افروز واقعات سنا کر دلوں کو تازگی بخشتے۔ حضرت امیر شریعتؒ‘ قاضی صاحبؒ‘ مولانا جالندھریؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ جب تذکرہ ہوتا تو ان حضرات کی جرات مندی و بے باکی پر عش عش کر اٹھتے۔ ملک بھر کے تمام دینی مدارس‘ اداروں‘ جماعتوں کے ساتھ دل کھول کر امداد کرتے۔ بہاولپور کے گنے چنے تاجروں میں سے تھے جو نہ صرف اپنے مال کی پوری زکوٰۃ ادا کرتے بلکہ عطیات و خیرات سے بھی انحراف نہیں کرتے تھے۔ مجلس کے ساتھ ماہانہ و سالانہ امداد و تعاون کرتے تھے۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں کچھ عرصہ تک زیر تعلیم رہے۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۹۴ء سارا دن دکان پر رہے۔ عشاء کی نماز جامع مسجد الصادق میں باجماعت ادا کرنے کے بعد گھر واپس ہوئے۔ صبح تہجد پڑھی۔ تہجد کی نماز کے بعد دل کا دورہ پڑا۔ طبی امداد ملنے سے قبل ہی عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کرگئے۔ ۱۱ر نومبر جمعۃ المبارک کے روز نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہاولپور کے قدیم اور تاریخی قبرستان ملوک شاہ میں سپرد خاک کردیئے گئے۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جامع مسجد الصادق کی تعمیر جدید اور تزئین و آرائش کے لئے عرب ریاستوں سے ایک کروڑ روپے کی امداد منظور کرانے میں ان کی خدمات کسی سے کم نہیں۔ خداوند قدوس مرحوم کی خوبیوں کو قبول فرماکر ذخیرۂ آخرت بنائے اور خامیوں سے درگزر فرمائے (آمین)۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت الامیر مولانا خان محمد مدظلہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا بشیر احمد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک تعزیتی بیان میں مرحوم کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دعا کی کہ پروردگار عالم مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ نیز ان کے صاحبزادگان کو ان کا صحیح جانشین بننے کی توفیق دیں اور ان کے جاری کردہ مدارس و مساجد کی سرپرستی کی توفیق دیں (آمین ثم آمین)۔

محمد اصغر قادری ناظم نشرواشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت فیروزوالا کا پریس ریلیز

انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے کچھ پیروکار ہمارے علاقے میں بھی موجود ہیں۔ جو حکومت پاکستان و پنجاب اور مقامی انتظامیہ کی ملی بھگت سے کھلم کھلا شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل

شجاع آبادی' محمد طاہر رزاق اور محمد متین خالد کے تعاون سے اہالیان فیروز والا نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لینا شروع کردیا ہے۔ جس کی واضح مثال پچھلے چند دنوں میں دیکھنے کو ملی۔ مورخہ ۲۴؍نومبر کو فیروز والا کا ایک داؤد سوٹا نامی قادیانی ٹریفک حادثہ میں مارا گیا۔ قادیانیوں نے مفسدوں کی مدد سے اور اسلحہ کے زور پر اس قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لیکن انجمن تحفظ ختم نبوت فیروز والا کے رہنماؤں مولانا محمد احمد فریدی' چوہدری محمد اکبر' حافظ محمد وکیل الدین اور محمد سعید خان اشرفی کی زیر قیادت مسلمانوں نے اس ناپاک کوشش کا منہ توڑ جواب دیا اور سات گھنٹے میت قبرستان میں پڑی رہی۔ علاقہ مجسٹریٹ چوہدری محمد حسین اور ایس ایچ او تھانہ فیروز والا ملک محمد اشرف کی موجودگی میں قادیانیوں نے اپنی اس ناپاک کوشش کی تحریری معافی مانگی اور تحریراً" وعدہ کیا کہ وہ اب کبھی بھی ایسی ناپاک کوشش نہیں کریں گے۔ اسی خوشی میں فیروز والا کی تمام مذہبی' سماجی اور معاشرتی تنظیموں کے تعاون سے ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد مورخہ ۱۸؍نومبر کو مین بازار تھانہ فیروز والا میں ہوا۔ جس میں عالم اسلام کے نامور مفکرین' دانشوروں اور علماء کرام صاحبزادہ طارق محمود فیصل آبادی' صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی' جنرل (ر) محمد حسین انصاری' حافظ محمد تنویر' حافظ غلام حسین کیلانوی' پروفیسر غلام ربانی افغانی' پروفیسر حافظ فیض رسول' مولانا نعیم اختر عدنان' سید سلمان گیلانی' مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ' مولانا محمد احمد فریدی اور مولانا حافظ محمد صدیق نوری نے خطاب کیا اور عوام الناس کے جم غفیر کو اسلام کی حقانیت اور قادیانیت کی شیطانیت سے آگاہ کیا۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مقامی قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابند سلاسل کرے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ علاقہ کے معززین کے ایک وفد نے مورخہ ۱۹؍نومبر اور ۲۰؍نومبر کو بالترتیب ایس ایچ او تھانہ فیروز والا ملک محمد اشرف اور اسسٹنٹ کمشنر تحصیل فیروز والا راؤ محمد نعیم ہاشم سے ملاقات کی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ مقامی انتظامیہ اسسٹنٹ کمشنر تحصیل فیروز والا کے واضح احکامات کے باوجود قادیانیوں کے خلاف شعائر اسلام استعمال کرنے کے جرم میں قانونی چارہ جوئی کرنے سے اپنے آپ کو قاصر ظاہر کررہی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ ہماری اعلیٰ حکام سے درخواست ہے کہ وہ مقامی انتظامیہ کی قادیانیت نوازی کا نوٹس لے۔ ورنہ حالات کی تمام تر ذمہ داری ایس ایچ او تھانہ فیروز والا پر ہوگی۔ حکومت جلد از جلد نامزد مجرمان اسلام کے خلاف پاکستان کے آئین کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

تعزیتی بیان

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم' مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا عزیز الرحمان جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا خدا بخش' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنماؤں حاجی بلند اختر نظامی' مولانا ظفر اللہ شفیق نے ایک بیان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست مولانا حافظ عبد الرحمان خطیب جامع مسجد توحید ٹاؤن شپ کے جواں سال فرزند ارجمند مولانا مطیع الرحمان کے المناک قتل پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خداوند قدوس مرحوم کی سے در گزر فرماکر جوار رحمت میں جگہ دیں اور حضرت حافظ صاحب سمیت تمام پسماندگان کو صبر کی توفیق دیں۔

نیز انہوں نے مطالبہ کیا کہ شہید کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزادی جائے۔ اور علماء کرام کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی کو صدمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کی مولانا محمد اکرم طوفانی سے تعزیت

کراچی (ایم۔اے۔صدیقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا ڈویژن کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی کے بھائی حاجی محمد اسلم صاحب جو کافی عرصہ سے کراچی میں مقیم تھے گذشتہ دنوں قضائی الٰہی سے انتقال فرماگئے اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم صوم صلوۃ کے پابند ملنسار تھے مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب کے بھائی کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ نائب امیر مولانا عزیز الرحمان جالندھری ناظم اعلیٰ مولانا اللہ وسایا صاحب مولانا خدا بخش شجاع آباد حافظ محمد عابد صاحب صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مولانا احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آباد صاحبزادہ طارق محمود مولانا مفتی نظام الدین شامزی مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب سکندر مولانا کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مولانا کے برادرم محترم کے درجات کے دعا کرتی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت کراچی میں ایک تعزیتی اجلاس مفتی منیر احمد اخون امیر شبان ختم نبوت کی زیر صدارت ہوا اجلاس میں رانا محمد انور سرکولیشن منیجر ہفت روزہ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی مولانا حسین احمد نجیب حافظ عتیق الرحمان لدھیانوی مولانا محمد انور فاروقی صاحبزادہ قاری محمد سالک رحیمی جناب رانا عبد الستار جناب اللہ وارث جناب خوشی محمد انصاری رانا عمران خان نے شرکت کی اجلاس مین مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی اور بلند درجات کی دعا کی۔

مولانا محمد علی صدیقی کا دورہ اندرون سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے گذشتہ ہفتہ اندرون سندھ کا دورہ کیا جہاں مولانا نے حیدر آباد میرپور خاص کے علماکرام سے ملاقاتیں کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کے بارے میں آگاہ کیا علماء سے ملاقات کے علاوہ ٹنڈو اللہ یار کنہری میں درس بھی دیا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ سندھ وہ علاقہ ہے جس نے اسلام کی خوب خدمت کی اور اس خدمت اسلام کا بدلہ لینے کی خاطر قادیانی جو پنجاب سرحد اور بلوچستان میں بری طرح ناکام ہوئے اور اب سندھ کا رخ کررہے ہیں اور یہاں کے مسلمانوں کو قادیانیت کی دعوت دیتے ہیں مولانا نے کہا کہ امید ہے کہ جس طرح سے سندھ کے مسلمانوں نے کفر کا مقابلہ کیا اور مجاہد عظیم محمد بن قاسم کا ساتھ دیا اب بھی اسی طرح قادیانیت کے تعاقب میں سندھ کے مسلمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیں گے مولانا نے جن علماء کرام اور ساتھیوں سے ملاقات کی ان میں سرفہرست پر حضرات میں مولانا نزر عثمانی قاری رفیق اللہ مولانا جمیل الرحمان نقشبندی' حیدر آباد ٹنڈو اللہ یار سے مولانا محمد راشد صاحب مولانا محمد اکبر صاحب مولانا محمد نزیر مفتی شبیر احمد صاحب میرپور خاص ہیں مولانا فیض اللہ صاحب پروفیسر عبد القیوم صاحب بلوچ حاجی عبد الرزاق اور تبلیغی جماعت کے امیر کے علاوہ جناب حافظ محمد نواز صاحب ماسٹر عبد الواحد صاحب حاجی رشید صاحب اور کنہری جماعت کے دیگر ساتھی ہیں۔

مولانا مطیع الرحمان شاہ جمالی شہید کردیئے گئے

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست مولانا حافظ عبد الرحمان شاہ جمالی کے فرزند ارجمند' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے راہنما قاری عبید الرحمان کے بھائی تھے۔ مولانا حافظ مطیع الرحمان بڑے فرس مکھ' بااخلاق' جرائت مند وبہادر نوجوان تھے۔ ناموس رسالت اور عظمت صحابہؓ کے تحفظ کے لئے ہروقت کربستہ رہتے۔ لاہور میں عربی لیکچرر تھے۔ صبح آٹھ بجے سکول کے لئے نکلے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب شاہی مسجد کے عقبی روڈ پر گذر رہے تھے۔ کہ کسی بدبخت نے برسٹ مار کر شہید کردیا مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بچے یتیم چھوڑے۔

شہید کے والد محترم سے تعزیت کے لئے بندہ حاضر ہوا۔ تو انہیں اللہ کی قضاپر راضی پایا اور نوجوان بیٹے کی شہادت پر آنسو بہانے' رونے دھونے' کے بجائے فرمایا کہ میری یہ خوش نصیبی ہے کہ میرا بیٹا ہیروئن' شراب' زنا' بدکاری' یا کسی اور جرم میں قتل نہیں ہوا بلکہ ناموس رسالت اور عظمت صحابہؓ کے تحفظ کے لئے شہید کیا گیا ہے۔

مزید انہوں نے کہا کہ میرے' پانچ بیٹے ہیں یکے بعد دیگرے عظمت صحابہؓ کا تحفظ کرتے ہوئے شہید ہوجائیں تو میں صبر تحمل کا مظاہرہ کرونگا۔

مولانا نے فرمایا حافظ مطیع الرحمان میرا فرمابردار اور عالم دین بیٹا تھا۔ سرکاری ملازم ہونے کے باوجود دینی کاموں میں پیش پیش رہتا تھا۔

خلیل الرحمٰن قاضی

پردہ وزیرِ اعظم پاکستان کا غیر شرعی تبصرہ

ہمارے قارئین یہ عنوان پڑھ کر پریشان نہ ہوں۔ خدانخواستہ یہ کسی فلم کا نام یا افسانے کا ٹائیٹل نہیں بلکہ پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا ایک تازہ ترین "فتویٰ" ہے۔ جو انہوں نے فرانس میں اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا ہے یا یوں کہہ لیں کہ پردے کے بارے میں شرعی حکم کی ایک نئی تاویل ہے اور موکدہ وزیر اعظم صاحبہ ہیں۔ اپنی وزیر اعظم صاحبہ کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام کی حیثیت ایک افسانے سے زیادہ نہیں ہے (ظاہر ہے فتوے بھی افسانوی ہی ہوں گے)۔

قصہ یوں ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ کے حالیہ دورۂ فرانس کے موقع پر ان سے مسئلہ پوچھا گیا کہ یہاں فرانس میں مقیم مسلمان طالبات اسکارف اوڑھ کر یعنی (پردہ کرکے) اسکول جانے پر مصر ہیں جو یہاں کی تہذیب کے منافی ہے۔ لہٰذا آپ مسئلہ کی وضاحت کریں تاکہ اس کی روشنی میں ان مسلم طالبات کے مقدر کا فیصلہ کیا جاسکے۔ آیا انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے کی اجازت دی جائے یا انہیں مغربی تہذیب کے تابع بنا دیا جائے تو محترمہ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ طالبات کا پردے پر اصرار بے معنی ہے جبکہ اصل پردہ آنکھ کا پردہ ہے۔ فتوے کی وضاحت کچھ یوں ہوگی کہ اسلام نے عورت کو پردے کا جو حکم دیا ہے وہ اس صورت میں (نعوذ باللہ) بے اثر ہوگا جبکہ عورت باحیا اور صالحہ ہو۔ ایسی صورت میں اسے ظاہری پردے یعنی (اسلامی پردے) کی ضرورت نہیں۔

اس فتوے کو ہم مذہبی حوالے سے زیر بحث نہیں لائیں گے ورنہ قرآن کی یہ آیت ہی کافی تھی۔

"اے اللہ کے نبیؐ ان مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اپنی عصمت کی حفاظت کیا کریں اور اپنی خوبصورتی کو غیروں کے سامنے ظاہر نہ کیا کریں۔"

لیکن جن لوگوں کا مذہب پاکستان میں کچھ ایران سعودی عرب میں کچھ اور فرانس میں کچھ ہو ان سے مذہب کے حوالے سے بات کرنا چہ معنی دارد۔ ہم اس مغربی فتوے کو مغرب کے حوالے سے ہی دیکھیں گے۔ وضاحت ہم آگے چل کر کریں گے۔ ایک دو شذرے پیش خدمت ہیں۔

○... سنگاپور کی ایک عدالت نے زیادتی کے مجرم کو تین سال قید اور ۲۰ کوڑوں کی سزا سنائی۔ اس سنگاپوری نوجوان پر الزام تھا کہ اس نے آٹھ لڑکیوں اور ایک خاتون کی آبروریزی کی تھی۔ عدالت میں مجرم نے اپنی صفائی میں موقف پیش کیا کہ وہ جنس مخالف کو بے لباس دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا اسے معاف کردیا جائے۔ یہ خبر چند روز پہلے اخبارات میں آئی تھی۔

○... ۱۹۹۳ء کے اوائل میں کینیڈا کے شہر کیمبرج میں تھا۔ وہاں ان دنوں ایک واقعہ زبان زد عام تھا۔ ایک دن ہم اپنے میزبان جناب زعفران ڈار صاحب کے ہمراہ خبرنامہ دیکھ رہے تھے کہ اچانک پردہ سکرین پر خواتین کا ایک جلوس نمودار ہوا۔ ابھی ہم صورتحال کو پوری طرح سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ یکایک ہماری گنہگار آنکھوں نے وہ منظر دیکھا کہ الامان والحفیظ۔ اس سے بیہودہ منظر شاید ہی ہم نے کبھی دیکھا ہو۔ خوش قسمتی سے کنٹرول زعفران صاحب کے ہاتھ میں تھا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔

منظر کچھ یوں تھا کہ جلوس میں شریک خواتین میں سے ایک خاتون نے اچانک اپنی قمیص اتار کر فضا میں اچھال دی۔ دوسری خواتین کے ہاتھ بھی دامنوں تک پہنچ چکے تھے کہ زعفران صاحب نے ٹی وی آف کردیا۔ اس واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے زعفران صاحب نے بتایا کہ چند ماہ پہلے کیمبرج کے قریبی شہر میں ایک نوجوان طالبہ نے اسکول سے واپسی پر گرمی کی شدت سے مغلوب ہو کر اپنی قمیص اتار کر پھینک دی اور بے لباس گھومنے لگی۔ پولیس نے بے لباسی کے جرم میں اسے گرفتار کرکے عدالت میں پہنچا دیا لیکن اس طالبہ نے تو عدالت کو سر پر اٹھا لیا۔ اس کا موقف تھا جب مرد شرٹ کے بغیر گھوم پھر سکتے ہیں تو خواتین کیوں نہیں پھر سکتیں۔ اور یہ جلوس اس کے موقف کی حامی خواتین کا ہی تھا۔ ان دو واقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو مسئلہ بڑی حد تک واضح ہو جاتا ہے۔ باقی کی وضاحت ہم کردیتے ہیں۔

محترمہ! جس طرح آنکھ کے پردے کے ساتھ آپ بے حجاب ہونے میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں اسی طرح وہ کمبخت کینیڈین دوشیزہ آنکھ کے پردے کے ساتھ بے لباس ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتی کیا اہل مغرب اسے بے لباس گھومنے کی اجازت دے دیں گے اگر نہیں تو کیوں یہ پابندی کیوں؟

دوسری طرف جب ایک سنگاپوری نوجوان جنس مخالف کو بے لباس دیکھ کر بہک جاتا ہے تو کوئی کمزور دل جنس مخالف کو صرف بے حجاب دیکھ کر بھی بہک سکتا ہے اور اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہی اسلام نے پردے کا حکم دیا ہے۔ آپ کا معیار ادھورا ہے (آنکھ کا پردہ) آپ کا معیار صنف نازک کی شرافت و پاک دامنی پر دلالت تو کر سکتا ہے صنف قوی کی ہوس کا علاج نہیں کر سکتا۔ آپ کا معیار باحیا عورت اور بے غیرت مرد کے درمیان احترام کا رشتہ پیدا نہیں کر سکتا آنکھ کے پردے سے آپ کا احترام مکمل نہیں ہوگا۔

محترمہ! قیود اور پابندیاں ہر مذہب اور ہر معاشرے میں ہیں کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ اسلامی احکامات اور قوانین تو آپ کی سمجھ میں نہیں آتے۔ آپ یہ بتائیے اس مغربی طالبہ کے بے لباس گھومنے پر پابندی کیوں؟ اور آپ مشرقی وزیر اعظم کو بے حجاب گھومنے کی آزادی کیوں؟

محترمہ! مشرق و مغرب میں کچھ تو فرق کریں۔ آپ یہ بھی بتائیے کہ آپ کو طالبہ کے بے لباس گھومنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ہے تو کیوں؟ محترمہ جس طرح آپ کو اس مغربی طالبہ کے بے لباس ہونے پر اعتراض ہے اسی طرح ہمیں آپ کے بے حجاب ہونے پر اعتراض ہے۔ معیار ایک ہی ہے۔ آپ اپنی نظر سے دیکھتی ہیں اور ہم اپنی نظر سے امید ہے آپ کو مسئلہ سمجھ میں آگیا ہوگا۔

قارئین! محترمہ کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ اسلامی تعلیمات کا پہلے بھی کئی مرتبہ مذاق اڑا چکی ہیں یقیناً وہ ہماری بے حسی سے واقف ہیں ورنہ ایسی جرات کبھی نہ کرتیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان کے اس بیان نے فرانس میں مقیم مسلم طالبات کے مستقبل کو تاریک کردیا ہے اور ان کی برس ہا برس کی جدوجہد و مساعی بھی ضائع کردی ہیں۔ ایک اسلامی ملک کی مسلم خاتون وزیر اعظم کی صراحت کے بعد ان کے موقف کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔

وزیر اعظم صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں محتاط رویہ اپنائیں۔ ان کی اسلام کے بارے میں دیدہ دلیریاں پاکستانی مسلمان تو برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرے شاید نہ کر سکیں۔ پتہ نہیں ان پر فتوے دینے کا بھوت کیوں سوار ہے۔ ہماری مخلصانہ رائے ہے وہ وزیر اعظم ہی رہیں۔ مفتیہ بننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو تو مولوی فضل الرحمٰن سے پوچھ لیا کریں۔ آخر یہ کاٹھ کباڑ کہاں کام آئے گا۔

ضرورت کے وقت غلہ روکنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص دوسری جگہ سے (شہر یا بستی میں) غلہ لے کر آئے (جس سے لوگوں کو خوراک ملتی ہے) ایسا شخص مرزوق ہے (یعنی اللہ اس کو رزق دے گا) اور جو شخص (ضرورت کے وقت) غلہ روک کر رکھے (مہنگائی کا انتظار کرتا رہے) ایسا شخص ملعون ہے۔

قسط نمبر۱

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی پوزیشن

مرزا کا دعویٰ علمیت و عصمت

مرزا لکھتا ہے کہ۔

۱۔ "امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے بھی۔ ہیئت کی رو سے بھی۔ طبعی کی رو سے بھی۔ جغرافیہ کی رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کی رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی اور نقلی بناء پر بھی۔ الخ۔" (مرزا کی کتاب ضرورۃ الامام ص۱۰ روحانی خزائن ص۴۸۰ ج۱۳)

۲۔ "بڑا معجزہ علمی معجزہ ہوتا ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ ص۱۹۵ ج۱)

۳۔ "ان اللہ لا یترکنی علی خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین۔" (نور الحق ص۷۶)

۴۔ "کلما قلت قلت عن امرہ و ما فعلت شیئا عن امری۔" (مواہب الرحمٰن ص۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک امام الزمان (جس کا خود بھی مدعی ہے) کی علمی پوزیشن نمایاں ہونی چاہئے۔ مگر ذیل میں ہم اس کی علمی پوزیشن واضح کرتے ہیں۔ فیصلہ اس معیار پر خود فرمالیں کہ مرزا کیا ہے‘ آیا منجانب اللہ ہے یا منجانب الشیطان؟

مرزا قادیانی اور علم حساب

مرزا قادیانی محمدی بیگم کے نکاح کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ۔

۱۔ "والد اس عورت کا (یعنی محترمہ محمدی بیگم) نکاح سے چوتھے مہینے مطابق پیشگوئی فوت ہوگیا۔ یعنی نکاح ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا اور وہ ۳۰ر ستمبر ۱۸۹۲ء کو بمقام ہوشیار پور فوت ہوگیا۔"

(آئینہ کمالات مطبوعہ ریاض ہند پریس ص۲۸۶ حاشیہ۔ مندرجہ روحانی خزائن ص۲۸۶ ج۵)

۲۔ "اور نکاح کے چوتھے مہینے پیشگوئی کی معیاد میں مر گیا۔" (آئینہ کمالات ص۳۲۴)

۳۔ یہی بات اسی کتاب کے صفحہ ص۲۸۰ اور ص۳۲۵ پر بھی اسی طرح درج ہے۔

۴۔ "منظور الٰہی مرزائی نے بھی یہی غلطی کھائی۔" (دیکھئے البشریٰ ص۱۱۶ ج۲)

۵۔ "فضل الٰہی مرزائی نے بھی یہی غلطی کھائی۔" (الحکم ج۱۸ ص۱۸ کالم ۴)

ملاحظہ فرمائیں مرزا قادیانی اور اس کے چیلے ایک ہی بات لکھ رہے ہیں مگر آپ خود حساب لگائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ مدت چار ماہ نہیں بلکہ ۵ ماہ ۲۳ دن یعنی تقریباً چھ ماہ بنتی ہے۔ یہ ہے مرزا کی حساب دانی۔ واہ رے امام زمان‘ مجدد دہر۔

دوسری مثال

جناب مرزا صاحب کی عادت تھی کہ وقتاً "فوقتاً" اولاد ہونے کی پیشگوئی کرتے رہتے تھے۔ مگر ان کی دوسری پیشگوئیوں کی طرح یہ پیشگوئیاں بھی غلط نکلتیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا کہ۔

"مگر اس لڑکے نے پیٹ ہی میں دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد ۲۴ر جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں کے لحاظ سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتے کے دنوں میں سے چوتھا دن یعنی چہار شنبہ۔"

(تریاق القلوب ص۴۱۔ روحانی خزائن ص۲۱۷ ج۱۵)

اب ملاحظہ فرمائیں کہ کیا صفر اسلامی کیلنڈر میں چوتھا مہینہ ہے یا دوسرا۔ چہار شنبہ یعنی بدھ چوتھا دن ہے یا پانچواں۔ یہ ہے مدعی صاحب کی حساب دانی۔

تیسرا علمی شاہکار

منبع علم و معرفت لکھتے ہیں کہ۔

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔" (براہین پنجم ص۷۔ روحانی خزائن ص۹ ج۲۱)

سبحان اللہ! ایسے ہی ہوتے ہیں نوسرباز کہ لیویں پچاس اور دیویں پانچ۔ اس لئے کہ پچاس اور پانچ میں صرف زیرو کا فرق ہے۔ جس کی کوئی وقعت نہیں۔ دیکھئے اس جاہل ریاضی دان کو کہ جو زیرو کو بے وقعت قرار دے رہا ہے حالانکہ بائیں طرف کا زیرو تو بے قیمت ہے مگر دائیں طرف والا تو انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ لیکن امام دجل و فریب کو کون سمجھائے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مرزائیوں کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے ان سے پچاس روپے لیں اور صرف پانچ واپس کریں اور کہیں زیرو کا کوئی فرق نہیں۔ دیکھو تمہیں پانچ ہی لینے چاہئیں تاکہ تمہارے نبی (نبی) کی سنت پر عمل ہوجائے۔

علم جغرافیہ اور مرزا قادیانی

آنجناب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور سے گوشہ مغرب اور جنوب میں ہے۔"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح)

مڈل اور میٹرک کے طالب علم ہی نقشہ دیکھ کر بتلائیں کہ کیا قادیان لاہور سے جنوب مغرب میں ہے یا مشرق میں؟

علم تاریخ

۱۔ "تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے (یعنی آنحضرت ﷺ) گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہوگئے۔"

(چشمہ معرفت ص۲۸۶۔ روحانی خزائن ص۲۹۹ ج۲۳)

۲۔ "کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی۔" (ملفوظات احمدیہ ص۳۴۶۔۳۴۷ ج۱)

اس الو کو اتنا بھی علم نہیں کہ اس زمانہ میں وہاں چائے کہاں تھی؟ واقعی مغل لال نے اس کی عقل مار دی۔

۳۔ "یاد رکھنا چاہئے کہ امام محمد اسمٰعیل صاحب....."

(ازالہ اوہام ص۹۶‘ ص۴)

امام صاحب کا اسم گرامی محمد بن اسمٰعیل بخاری ہے۔ اسمٰعیل ان کا نام نہیں ان کے والد کا نام ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ لکھا ہے کہ۔

"ہمارے امام المحدثین حضرت اسمٰعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں....." (ازالہ ص۲۷۳)

۴۔ "فتاویٰ ابن حجر جو حنفیوں کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔" (ایام الصلح ص۸۰۔ روحانی خزائن ص۳۱۵ ج۱۴)

حالانکہ ابن حجر شافعی ہیں حنفی نہیں۔ یہ ہے مرزا کی معلومات۔

۵۔ "یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔"

(توضیح المرام ص۲)

جبکہ یوحنا کا نام یحییٰ ہے ایلیا اور ادریس ہرگز نہیں۔

علم الصرف اور مرزا قادیانی

آنجہانی مرزا لکھتا ہے کہ۔

"ان لفظ التحتد..... کان فی الاصل طیبۃ و معناھو ما کان تحت القدم و حاذی الفوق جھتہ ثم بدل الطاء بالتاء والیا بالحا لکثرۃ الاستعمال و نظائرہ کثیرۃ۔"

(انجام آتھم ص۲۴۳۔ روحانی خزائن ص۲۴۳ ج۱۱)

"ھدی للمتقین تو اتقاء جو افتعال کے باب پر ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آتا ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ ص ۳۳ ج ۲ و مثلہ ملفوظات ص ۳۵۱ ج ۵)

پھر امام المتقین کیوں فرما رہے ہیں کہ وما انا من المتکلفین۔

علم النحو

"علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کا معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۵۔ روحانی خزائن ص ۱۶۲ ج ۱۷)

یہ قاعدہ مرزا کا اپنا من گھڑت ہے کسی بھی نحو کی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ ہے کوئی مائی کا لال مرزا کا چیلا جو یہ قاعدہ کسی بھی نحو کی کتاب میں دکھاوے۔

علم معانی اور مرزا صاحب

"کیونکہ اس آیت کریمہ (انی متوفیک و رافعک) میں لف نشر مرتب ہے پہلے وفات کا وعدہ ہے پھر رفع کا پھر تطہیر کا پھر یہ کہ خداوند تعالیٰ ان کے متبعین کو ہر پہلو سے غلبہ بخش کر مخالفوں کو قیامت تک ذلیل کرتا رہے گا۔"

(تریاق القلوب ص ۱۴۳ حاشیہ۔ روحانی خزائن ص ۵۴۳ ج ۱۵)

واہ رے مرزا جی! چند برس کسی مستند استاد سے کچھ پڑھا ہوتا تو ایسی ٹھوکریں نہ کھاتے۔ ارے میاں جاہل! اس آیت میں لف نشر مرتب یا غیر مرتب نہیں بلکہ عطف نسق ہے یعنی چند چیزوں کو ایک ہی حکم میں شامل کرنا۔

لف نشر یہ ہے کہ پہلے چند چیزوں کا ذکر کیا جائے پھر اس ترتیب سے ان کے متعلقات بیان کئے جائیں۔ جیسے اما شقی و سعید۔ فاما الذین شقوا الخ سورۃ ھود آیت ۱۰۵ سے۔ نیز دیکھئے سورۃ سبا آیت ۲۳۔۲۱ : ۱۳ تا ۱۷۔ ۳۵ : ۳۲ تا ۳۴ لف نشر غیر مرتب ۱۹ : ۵ تا ۸ وغیرہ کثیر من المقامات وقال لتسکنوا الشریف الجرجانی فی کتابہ التعریفات ھو ان تلف شیئین ثم تاتی بتفسیرھما جملۃ ثقۃ بان السامع یرد الی کل واحد منھما مالہ کقولہ اللہ و من رحمتہ جعل لکم اللیل والنھار لتسکنوا فیہ و لتبتغوا من فضلہ فھھنا لتسکنوا متعلق باللیل ولتبتغوا بالنھار۔ و ھذا ارجاع فی سحۃ السامع ص ۱۹۳۔

علم فقہ اور مرزا قادیانی

۱۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ چھ ماہ تک تارک صلوۃ تھا۔ اب میں نے توبہ کی ہے۔ کیا وہ سب نمازیں اب پڑھوں۔

مرزا صاحب نے فرمایا۔ نماز کی قضا نہیں ہوتی (العیاذ باللہ) اب اس کا علاج توبہ ہی کافی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ ص ۱۶۸ ج ۱۰)

مسیلمہ کذاب نے دو نمازیں ویسے ہی معاف کردی تھیں۔ اس کے خلیفہ نے سرے سے معاملہ ہی ختم کر دیا کہ چاہے کتنی نمازیں قضا کیوں نہ ہوں۔ ان کی ادائیگی نہیں ہے۔ صرف توبہ کافی ہے۔ جبکہ خاتم الانبیاء ﷺ نے قضا نماز کو جلد از جلد ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ محدثین اور فقہاء نے قضائے فوائت کے مستقل ابواب منعقد فرمائے ہیں۔

۲۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ۔

"جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خلع ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۷۵ مندرجہ روحانی خزائن ص ۲۸۸ ج ۲۳)

یہ عدالتی طلاق نہیں بلکہ زوجین کی باہمی رضامندی سے مہر کی واپسی کے بدلے علیحدگی کا نام خلع ہے۔ یہ ہے مٹھن لال اور ٹیچی کے الہامی کی فقہی معلومات۔

۳۔ "میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔

یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔"

(اربعین ص ۷ ج ۴۔ روحانی خزائن ص ۴۳۶ ج ۱۷)

فرمایئے! اس آیت میں قل امر تو ہے مگر نہی کہاں ہے؟ یہ ہے الہامی صاحب کا ورک۔

اصول حدیث

"محدثین کا یہ اصول مانا ہوا ہے کہ کسی حدیث کی پیشگوئی پوری ہوجائے تو گو وہ حدیث موضوع ہی ہو، پوری ہونے کے بعد وہ صحیح تسلیم ہوگی۔"

(ایام الصلح ص ۱۷۱۔ روحانی خزائن ص ۴۱۹ ج ۱۴)

جبکہ صرف قابل اعتماد راویوں کے متصل سلسلہ سے ثابت ہونے والی حدیث ہی کو صحیح کہا جاتا ہے، جو پہلے ہی من گھڑت اور موضوع ہو اس کو کون صحیح کہہ سکتا ہے؟ الغرض یہ ضابطہ صرف قادیانی کا ہے۔ کسی بھی محدث کا ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں مندرج ہے۔

علم حدیث اور مرزا قادیانی

وما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السماء۔

(انجام آتھم ص ۱۴۹)

حالانکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کنز العمال میں مرفوع حدیث ہے۔

ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء حکما عدلا الخ۔

اس حدیث کو مرزا نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص ۸۸۔۸۹، روحانی خزائن ص ۳۱۳۔۳۱۴ پر دو دفعہ نقل کیا ہے مگر من السماء کا لفظ کاٹ دیا تاکہ پردہ رہے۔

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ۔

مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب آسمان سے اتریں گے اُن کے (ازالہ اوہام ص ۸۱ طبع لاہور نیز براہین پنجم ص ۲۳۲۔ روحانی خزائن ص ۴۰۹ ج ۲۱)

۱۔ حج الکرامہ میں ابن واصل وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۴ طبع جدید)

۲۔ سلمان منا ربل البیب سلیمان یعنی دو صلحیں اور پھر فرمایا علیٰ مشرب الحسن۔

(ملفوظات ص ۱۲۸ ج ۱)

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس ہوئی تھی۔ محدثین نے اس حدیث کو اول درجہ کی صحیح مانا ہے اور کوئی جرح نہیں کیا گیا۔

(ایام الصلح ص ۱۴۳۔ روحانی خزائن ص ۳۸۸ ج ۱۴)

اس کا ثبوت؟

۴۔ مرزا نے لکھا ہے کہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رجوع کا لفظ احادیث نبویہ میں نہیں آیا جس کا معنی دوبارہ آنے کے ہیں۔

(انجام آتھم ص ۱۱۔۱۵۱)

حالانکہ رجوع کا لفظ احادیث میں ہے مثلاً حضرت سید محمد انور صاحب شیخ المحدثین رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب عقیدۃ الاسلام میں مروی ہے اور اس کے علاوہ مرزا صاحب کا بھی قول ہے۔ الحکم ۲ر فروری سنہ ۱۹۰۸ء ص ۳ و ۴ کالم ۲ جلد ۱۲۔

"جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور پر وارد ہوچکا ہے کہ جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔"

نیز براہین احمدیہ میں بھی مرزا قرآنی آیات سے مسیح کا دوبارہ آنا ثابت کرتا ہے۔ ص ۴۹۸۔۵۰۵

حدیث میں ہے۔

ان عیسیٰ لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ۔

علم تفسیر

۱۔ "الناس کا لفظ بمعنی دجال معہود بھی آتا ہے..... پھر اور معنی کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس۔

(ایام الصلح ص ۶۱۔ روحانی خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۴)

۲۔ لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں کسی کا جنایا ہوا نہیں۔

(مرزا کی کتاب ست بچن ص ۱۴۰۔ روحانی خزائن ص ۲۶۴ ج ۱۰)

ارے جاہل لم یلد کا معنی ہے کہ اس نے کسی کو جنا نہیں۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ تیرے مفہوم کے لئے ولم یولد ہے۔

(جاری ہے)

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M.160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی "دار المبلغین" کے زیر اہتمام

پندرہ روزہ سالانہ "رد قادیانیت کورس"

۱۵/ شعبان تا ۳۰/ شعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۸/ جنوری تا ۳۱/ جنوری ۱۹۹۵ء

بمقام مدرسہ و دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) ضلع جھنگ

اسماء گرامی اساتذہ کرام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
حضرت مولانا زاہد الراشدی
حضرت جناب شیخ اشتیاق حسین
حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
جناب محمد متین خالد لاہور
جناب طاہر رزاق

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی
حضرت مولانا عبد اللطیف مسعود
حضرت صاحبزادہ طارق محمود
حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی
حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی
حضرت مولانا اللہ وسایا

○... عالمی مجلس کی مجلس عمومی نے اس سال فیصلہ کیا کہ سالانہ "رد قادیانیت کورس" صدیق آباد (ربوہ) میں ہوگا۔
○... اس کورس میں ممتاز علماء کرام، مناظرین اسلام، اسکالر حضرات لیکچر دیں گے۔
○... اس کورس میں شریک حضرات کو رہائش، خوراک، کاپی، پنسل کے علاوہ عالمی مجلس کی کتب کا منتخب سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ نقد وظیفہ دیا جائے گا۔
○... کورس میں شرکت کے لئے علماء، طلباء، دینی مدارس کے سال چہارم سے اوپر کے طلباء، انڈر میٹرک یا اس سے اوپر کے اسکولوں و کالجوں کے اسٹوڈنٹس، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین اور جدید تعلیم یافتہ حضرات درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔
○... ہر روز چار وقت کلاسیں لگیں گی۔ ۱۔ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ۔ ۲۔ آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے دن۔ ۳۔ بعد از ظہر تا عصر۔ ۴۔ مغرب یا عشاء کے بعد دو گھنٹے (گویا ہر روز نو سے دس گھنٹہ تک تعلیم ہوگی)۔ جسمانی ورزش و تعلیم دفاع عصر تا مغرب علاوہ ازیں ہوگی۔
○... اس کورس میں شریک ہونے والے حضرات کو دلائل و براہین سے پندرہ روز میں اتنا مسلح کر دیا جائے گا کہ وہ چلتے پھرتے ختم نبوت کاز کے مبلغ و مجاہد ثابت ہوں گے۔
○... عالمی مجلس کے اس تاریخ ساز فیصلہ پر عملدر آمد کرانا ہر مسلمان، تمام مقامی جماعتوں، مبلغین حضرات و اراکین شوریٰ و اراکین مجلس عمومی کا فرض اولین ہے۔
○... دینی مدارس کے مہتمم حضرات و شیوخ حدیث سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں عالمی مجلس کی سرپرستی فرمائیں۔
○... تمام رفقاء آج سے محنت شروع کریں۔ رفقاء کو اس قیمتی موقع سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیار کریں۔ ان کی فہرستیں بنائیں اور سادہ کاغذ پر جملہ کوائف کے ساتھ ان کی درخواستیں ذیل کے پتہ پر ملتان بھجوائیں۔
○... موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا لازمی ہے۔

الداعی :- عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر۔ حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸